اُمہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جامع مدلل کتاب

سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مؤلفہ
آمنہ لیاقت رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

سیرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مؤلفہ

آمنہ لیاقت رضوی

شبیر برادرز ®
۴۰۔ اردو بازار لاہور فون:
042-37246006

Marfat.com

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

سیرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

297.9921
T21E
144622

با اہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اگست 2016ء / جمادی الاول 1437ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور
قیمت	-/160 روپے

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کاروائی کا حق رکھتا ہے۔

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
تقدیم	۶
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۶
ولادت	۶
اسم گرامی	۷
کنیت	۷
نکاح	۷
فضائل وکمالات	۸
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور احادیث نبوی کا بیان	۹
وفات	۹
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عِلم وزُہد کی چند مثالیں	۱۰
زُہد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱
کرم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱
خشیت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱
قرآن مجید میں خواتین کا ذکر	۱۲
اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف	۱۹
حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	۲۰
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	۲۰
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ	۲۱
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا	۲۱
ابتدائی حالات	۲۱
نکاح	۲۲
مشرکین مکہ کے ناپاک عزائم	۲۲
ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۲۵
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت	۲۵
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولا	۲۶
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقالِ پُرملال	۲۸
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز	۲۸
سیّدہ کا جنازہ	۲۹
سیّدہ کا ایک اور اعزاز	۲۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر میں خود اترے	۲۹
سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	۳۰
ابتدائی حالات	۳۰
قبل از اسلام سیّدہ کا نکاح	۳۱

Marfat.com

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	سیّدہ رقیہ کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما	۳۹	سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
۳۱	سے نکاح	۴۰	پرورش
	سیّدہ رقیہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما	۴۰	شمائل اور خصائل
۳۲	کی ہجرت حبشہ	۴۰	شعب ابی طالب میں محصوری
۳۳	مدینہ کی طرف ہجرت	۴۱	ہجرت
۳۳	سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	۴۱	نکاح
۳۳	سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری	۴۱	سیّدہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی تیاری
۳۳	سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات	۴۲	جہیز
۳۴	سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا		فضائل سیّدہ رضی اللہ عنہا بزبان نبی مکرم
۳۴	قبول اسلام	۴۲	صلی اللہ علیہ وسلم
۳۴	نکاح اوّل اور طلاق	۴۳	اولاد سیّدہ رضی اللہ عنہا
۳۵	مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت		سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت و
۳۵	سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی	۴۳	شب بیداری
	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد	۴۴	ایثار و سخاوت
۳۶	اعزاز		انتقال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیّدہ فاطمہ
۳۷	عدم اولاد	۴۴	رضی اللہ عنہا کا اظہار غم
۳۷	سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بے مثال شوہر		سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرض الوفات
۳۷	سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال	۴[illegible]	اور ان کی تیمارداری
	سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا غسل اور	[illegible]۵	سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال
۳۸	نماز جنازہ	[illegible]۶	سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ
۳۸	سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا دفن		سیّدہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ
۳۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	[illegible]۷	کے نام و نسب کا بیان

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
علمی شان	۵۲		
اخلاق عالیہ	۵۵		
اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب کا بیان	۵۵		
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں احادیث اور آثار	۷۸		
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی مفصل حدیث	۹۴		
سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی میں مذاہب	۱۰۳		
کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی	۱۰۶		
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت پر علماء اہل سنت کے دلائل	۱۰۸		
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۱۰		
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۷۴		
کتاب کے اختتامی کلمات کا بیان	۱۷۶		

Marfat.com

تقدیم

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ترین رفیقہ حیات کا نام سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ایک دریا دل، عالی ظرف، غریبوں کی ہمدرد و غمگسار، خواتین کے حقوق کی علمبردار اور مال و دولت سے مستغنی اور بے نیاز خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی روحانی اولاد کو دین و شریعت اور حکمت کی تعلیم دینے کے لئے بے مثال کردار ادا کیا۔ تمام اہل ایمان آپ رضی اللہ عنہا کو اپنی عظیم ماں اور بلند پایہ معلمہ تصور کرتے ہیں اور خصوصاً آپ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل سے خواتین نے بے پناہ فیض حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا ہی وہ عظیم ہستی ہیں جن کی صداقت و شرافت کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔

ولادت

سیّدہ اُمّ رومان کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا تھا۔ عبداللہ کے انتقال کے بعد وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بچے تھے۔ عبدالرحمن اور عائشہ رضی اللہ عنہا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ ولادت سے تاریخ وسیر کی تمام کتابیں خاموش ہیں لا ان کی ولادت کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہے۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمدم سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشہ خلیفۃ المسلمین، شمع کاشانۂ نبوت، آفتاب

Marfat.com

رسالت کی کرن، گلستان نبوت کی مہک، مہر و وفا اور صدق و صفا کی دلکش تصویر، خزینۂ رسالت کا انمول ہیرا، جس کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ جس کو تعلیمات نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عبور حاصل تھا۔ جسے اپنی زندگی میں لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔ جسے ازواج مطہرات میں ایک بلند اور قابل رشک مقام حاصل تھا۔ جو فقاہت، ثقاہت، امانت و دیانت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھیں۔

اسم گرامی

نام عائشہ رضی اللہ عنہا تھا۔ ان کا لقب صدیقہ تھا۔ اُمّ المومنین ان کا خطاب تھا۔ نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت الصدیق سے بھی خطاب فرمایا ہے۔ اور کبھی کبھار حمیرا سے بھی پکارتے تھے۔

کنیت

عرب میں کنیت شرافت کا نشان ہے۔ چونکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لیے کوئی کنیت بھی نہ تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسرت کے ساتھ عرض کیا کہ اور عورتوں نے تو اپنی سابق اولادوں کے نام پر کنیت رکھ لی ہے، میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ فرمایا: اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر رکھ لو"۔

چنانچہ اسی دن سے اُمّ عبداللہ کنیت قرار پائی۔

نکاح

ہجرت سے ۳ برس پہلے سید المرسلین سے شادی ہوئی۔ ۹ برس کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ سیّدہ عائشہ کے علاوہ کسی کنواری خاتون سے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی۔ ابھی ان کا بچپن ہی تھا کہ جبریل علیہ السلام نے ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر ان کی تصویر رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائی اور بتایا کہ یہ آپ محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں رفیقہء حیات ہے۔ سیّدہ عائشہ کا مہر بہت زیادہ نہ تھا صرف 500 درہم تھا۔

فضائل و کمالات

حضرت عمرو بن عاص نے ایک دفعہ رسول اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ" عرض کی مردوں میں کون ہے؟ فرمایا: اس کا باپ۔ ایک دفعہ حضرت عمر نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ اُمّ المومنین کو سمجھاتے ہوئے کہا: بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس نہ کیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مردوں میں بہت کامل گزرے لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر"۔

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالمہ، فاضلہ، فقیہہ تھیں۔

عروہ بن زبیر کا قول ہے: میں نے حرام و حلال، علم و شاعری اور طب میں اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں فخر نہیں کرتی بلکہ بطور واقعہ کے کہتی ہوں کہ اللہ نے دنیا میں ۹ باتیں ایسی صرف مجھ کو عطا کی ہیں جو میرے سوا کسی کو نہیں ملیں۔ 2۔ جب میں سات برس کی تھی تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا۔ 3۔ جب میرا سن ۹ برس کا ہوا تو رخصتی ہوئی۔ 4۔ میرے سوا کوئی کنواری بیوی آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ تھی۔ 5۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بستر پر ہوتے تب بھی وحی آتی تھی۔ 6۔ میں آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب

Marfat.com

ترین بیوی تھی۔ 7۔ میری شان میں قرآن کی آیتیں اتریں۔ 8۔ میں نے جبریل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ 9۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں سر رکھے ہوئے وفات پائی۔ 1۔ خواب میں فرشتے نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور احادیث نبوی کا بیان

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علمی صداقت اور احادیث روایت کرنے کے حوالے سے دیانت وامانت میں امتیاز حاصل تھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ بہت قوی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ حدیث نبوی کے حوالے سے صحابہ کرام کے لیے بڑا اہم مرجع بن چکی تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث حفظ کرنے اور فتویٰ دینے کے اعتبار سے صحابہ کرام سے بڑھ کر تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خاتون ایسی نہیں جس نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔

صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا سے ایک سو چوہتر (174) احادیث ایسی مروی ہیں جو بخاری ومسلم میں ہیں۔

وفات:

سن ۵۸ ہجری کے ماہ رمضان میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور انہوں نے وصیت کی کہ انہیں امہات المومنین اور رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ماہ رمضان کی 17 تاریخ منگل کی رات اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر 66 برس تھی۔

Marfat.com

18 سال کی عمر میں بیوہ ہوئی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عِلم و زُہد کی چند مثالیں

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائے جانے کے بعد جب آیت برات نازل ہوگئی جس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اہل خانہ کو شدید صدمہ پہنچا تھا، اس وقت جب سارے لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول برات کی بشارت دی تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین نے ان سے فرمایا بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کو بوسہ دو اور آپ کا شکریہ ادا کرو تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میں صرف اپنے رب کی شکرگزار بنوں گی جس نے میری برات نازل فرمائی، اس کے علاوہ کسی کی شکرگزاری نہیں بنوں گی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " عرفت الحق لاہلۃ " انھوں نے حق کو صاحب حق کے لئے پہچان لیا، اس ربانی خاتون کے پاس کونسا علم تھا؟ اور اس خاتون سے زیادہ کس کا علم و فضل گہرا ہوسکتا تھا کہ جس کی برات آسمان سے نازل ہورہی ہے اور اسے اس کی بشارت دی جارہی ہے، خوش خبری سنانا امر حسن ہے، اور ان سے کہا جا رہا ہے کہ اس کے قدم چومے اور اسکی ممنون ہو جس نے خوش خبری سنائی ہے تو وہ سمجھتی ہیں اس میں سارا فضل واحسان صرا اللہ تعالیٰ کا ہے اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں، اور وہ کہتی ہیں " میں صرف اللہ کی شکرگزاری بنوں گی " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں " عرفت الحق لاہلۃ " انہوں نے حق صاحب حق کے لئے پہچان لیا اور اسی کو علم حقیقی کہتے ہیں، نہ کہ آج کل کا سطحی علم جو ڈگریوں اور ملازمتوں کے لئے حاصل کیے جاتے ہیں تاکہ ان خواتین کو پاکیزہ پر برتری کا اظہار کیا جائے جو خانہ نشین ہیں۔

Marfat.com

زُہد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی وفات کے بعد ایک دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک لاکھ اسی ہزار درہم بطور ہدیہ بھیجے، وہ اس دن روزے سے تھیں چنانچہ انہوں نے اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا، شام ہونے تک ایک درہم بھی باقی نہیں رہ گیا تھا، افطار کے وقت باندی سے فرمایا: میرے افطار کا انتظام کرو، چنانچہ ایک روٹی اور تھوڑا تیل لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی آپ نے آج جو کچھ تقسیم کیا ہے اس میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو اس سے افطار کر لیتیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ناراض نہ ہو، اگر تو مجھے یاد دلاتی تو شاید میں ایسا کر لیتی۔

کرم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عروہ بن زبیرؓ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، فرماتے ہیں، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے جو کہ وہ خود پیوند لگا کپڑا استعمال کرتی تھیں اور نیا نہیں پہنتی تھیں۔

خشیت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اسی طرح قاسم بن محمد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں، فرماتے ہیں "کہ میں روزانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سلام کرنے جاتا تھا، ایک دن جب پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھ کر رو رہی ہیں۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (سورۃ الطور:27)

"سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا"۔

چنانچہ میں وہاں کھڑے کھڑے تھک گیا اور اپنے کام سے بازار چلا گیا جب

Marfat.com

دوبارہ واپس آیا تو دیکھا کہ اسی طرح نماز پڑھ رہی ہیں اور اس میں زار وقطار رو رہی ہیں

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خاتون اسلام کا یہ علم اور زہد اور خوف وخشیت اور جود وکرم کے اعلیٰ نمونے ہیں، تو اے مسلمان بہن! آپ کیوں نہیں اپنی ماں کی اس میں نقل وتقلید کرتیں؟

قرآن مجید میں خواتین کا ذکر

سیّدہ اُمّ عارۃ الانصاریہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میں دیکھتی ہوں کہ قرآن میں ہر چیز کا ذکر صرف مردوں کے لیے ہے اور میں عورتوں کے لیے کسی چیز کا حکم نہیں دیکھتی، تو یہ آیت نازل ہوئی: ان المسلمین و المسلمت و المؤ منین و المؤ منت

(الاحزاب: ۳۵) (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۱۱، المعجم الکبیر ج ۲۵ رقم الحدیث: ۵۳۔۵۱)

دو عورتوں کا تذکرہ چل رہا تھا۔ ایک وہ جو سورۃ ''اللھب'' میں ہے۔ بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں۔ اور دوسری جو سورۃ ''النور'' میں ہے۔ نور والی نورانی جنت کے اونچے مقامات پر۔ ہر مسلمان عورت غور کر لے کہ وہ کہاں جانا چاہتی ہے؟ بات دوسری عورت کی چل رہی تھی۔ اُس نے آنکھ کھولی تو آزمائش ہی آزمائش دیکھی۔ چھوٹی سی معصوم بچی نے بچپن میں کیا دیکھا؟ والد محترم گھر آتے ہیں تو زخمی زخمی۔ مشرکوں کی مار پیٹ اور تشدّد سے بعض اَوقات چہرہ اتنا سوج جاتا کہ اپنے بھی نہ پہچان سکیں۔ اور پھر ایک دن یہی والد رات کی تاریکی میں اس معصوم بچی کو چھوڑ کر۔ اپنے آقا کے ساتھ ہجرت کی کٹھن راہوں پر نکل گئے۔ اور صبح سویرے اُن کے گھر پر ابوجہل ملعون چنگھاڑ رہا تھا۔ خوف، فاقہ، تنہائی، ظلم۔ اور تشدّد۔ یہ تو تھا بچپن اس عظیم شاہزادی کا۔

Marfat.com

اور پھر وطن چھوٹ گیا اور اس عمر میں ہجرت کا مشکل عمل۔ نام یاد رکھیں۔ عائشہ۔ لقب یاد کر لیں۔ صدیقہ۔ اور رشتہ کبھی نہ بھولیں ہماری امّی جی۔ قرآن پاک نے اُن کو ہماری ''ماں'' قرار دیا۔ اور کیا چاہئے؟

صدیق کی بیٹی صدیقہ۔ والدہ بھی صحابیہ۔ نام اُن کا زینب مگر مشہور اُم رومان۔ خاندان قریش۔ والد، صحابہ کے سردار، دادا بھی صحابی۔ بھائی بھی صحابی۔ آفتاب نبوت کو طلوع ہوئے چوتھا، پانچواں سال تھا کہ۔ اس عظیم روح نے پاکیزہ جسم میں آنکھیں کھولیں۔ گھر میں پہلا سبق ''لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ'' کا پڑھا۔ خود بھی پاک۔ والد بھی پاک اور خاوند کا تو کیا پوچھنا ایسی سعادت کہ جس کی بلندی کا تصور بھی محال لگتا ہے۔ عرش سے حکم آیا کہ نبی کریم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمائیں۔ تین رات خواب میں حضور پاک کو سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی تصویر دکھائی گئی۔ نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی مدینہ منورہ میں ۲ ھ میں ہوئی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں پھر اکیلی ہوگئیں کہ۔ حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہو تو دنیا کے عام قوانین اُس کے لئے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اتنے مختصر سے عرصہ میں اتنا اونچا مقام اور اتنا اونچا علم حاصل ہوا کہ بڑے بڑے صاحب علم ''صحابہ کرام'' اُن کے در پر علم کی روشنی حاصل کرنے حاضر ہوتے۔ ۵۷ ھ میں تریسٹھ سال چند ماہ کی عمر میں دار فانی سے۔ اُس طرف کوچ فرما گئیں جہاں جانے کا اُن کو شدّت سے انتظار تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں؟ وہ احادیث اور روایات جن میں سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے فضائل ہیں۔ سبحان اللہ! عجیب دلکش اور ایمان افروز موضوع ہے۔ وہ آزمائشیں اور تکلیفیں جو ہماری مقدس امی جی نے اپنی زندگی میں دیکھیں۔ اللہ اکبر۔ عزم و ہمت اور ایمان کی عجیب داستان ہے۔ وہ خصوصیات جن میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کوئی بھی شریک

Marfat.com

نہ تھا۔ سبحان اللہ! یہ ایک روح پرور مستقل موضوع ہے۔ اور اہل علم نے دل کھول کر اس پر لکھا ہے۔ وہ نعمتیں جو سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی برکت سے اُمت مسلمہ کو نصیب ہوئیں۔ سبحان اللہ! یہ بھی ایک مستقل علمی اور روحانی بحث ہے۔ حضرت امّاں عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کا تذکرہ بھی۔ اجر وثواب اور رحمت کے نزول کا ذریعہ ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ تو ایسے باذوق اور صاحب بصیرت تھے کہ اپنے ''ہدایا'' سنبھال کر رکھتے کہ۔ اُس دن حضور اکرم کی خدمت میں پیش کریں گے جس دن آپ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر پر ہوں گے۔ مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ کو زیادہ خوشی ہو۔ دو جہانوں کے تاجدار کی سب سے زیادہ محبت جس اہلیہ کو نصیب ہوئی وہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

پھر تو دنیا میں بڑے بڑے ٹاٹھ دیکھے ہوں گے؟ نہیں بہنو! نہیں۔ تین تین دن تک گھر میں فاقہ رہتا تھا۔ اور خیبر کی فتح سے پہلے تو پیٹ بھر کر کھجوریں بھی نہیں ملتی تھیں۔ ہاں یاد رکھنا! اتنے اونچے مقامات اور فضائل ایسے ہی نہیں مل جاتے۔ ان مقامات کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر جو خوشی اور شکر کے ساتھ یہ بھاری قیمت ادا کرتے ہیں وہی اصل کامیابی اور اونچے مقامات حاصل کرتے ہیں۔ آج ہم میں سے کئی اس فکر میں گھلتے ہیں کہ اُن کے بعد اُن کی بیویاں اور اولاد آرام اور عیش کی زندگی گزاریں۔ مگر یہاں دیکھیں ذرا غور سے دیکھیں۔ حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو وصیت فرما رہے ہیں۔

''اے عائشہ! اگر آخرت میں بھی میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو بس دنیا میں اتنا سامان اپنے لئے کافی سمجھنا جتنا ایک سوار کا سفر کے دوران توشہ ہوتا ہے۔ اور مالداروں کی صُحبت۔ سے دور رہنا اور اُس وقت تک اپنا کپڑا استعمال کرتی رہنا جب تک اُس پر پیوند لگ جائیں''۔ (سنن ترمذی)

Marfat.com

غور کریں نصیحت کون فرما رہے ہیں۔ اور کس کو فرما رہے ہیں؟ ہائے کاش ہم بھی اس نصیحت کو دل میں بٹھائیں تو ''حُبّ دنیا'' کے عذاب سے نجات ملے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ۔ لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ ارشاد فرمایا: عائشہ سے۔ اور اُسی ''عائشہ'' کو حکم کہ مالداروں کی صحبت سے بچنا۔ دنیا میں زیادہ سامان جمع نہ کرنا۔ اور کوئی کپڑا اُس وقت تک نہ چھوڑنا جب تک پیوند نہ لگ جائیں۔ یہ ہے کامیابی، سرفرازی کا راز۔ اور یہی ہے اصل خیر خواہی اور محبت۔ غور کریں آج ہمارے ہاں کامیابی کا معیار کیا ہے؟ اچھا چھوڑیں اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل پر ایک نظر ڈالیں۔

1- وہ عظیم شخصیت جن کی برائَت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی۔ اور قیامت تک کے لئے ساری دنیا کو تنبیہ فرما دی. يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿النور:۱۷﴾

اگر ایمان چاہتے ہو تو خبردار آئندہ ایسی بات کبھی منہ سے نہ نکالنا۔ یعنی جو بھی آئندہ اُن پر انگلی اٹھائے گا وہ ایمان سے محروم ہو جائے گا۔

2- رسول اللہ کی سب سے زیادہ محبت والی اہلیہ۔ آپ نے اُن کو ''حمیرائَ'' کا لقب عطائَ فرمایا۔ اُن کے ساتھ آپ نے دو بار دوڑ کا مقابلہ فرمایا۔ آپ نے اُن سے فرمایا عائشہ! جبرائیل علیہ السلام آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اُن کو رسول اللہ نے دنیا اور آخرت میں اپنی بیوی قرار دیا۔ زندگی کے آخری ایام آپ نے اُن کے گھر پر گزارے اور اُن کے قُرب میں آپ کا وصال ہوا۔ اپنی زندگی کی آخری مسواک آپ نے وہ استعمال فرمائی جسے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے چبا کر نرم فرمایا۔ جن کے بارے میں آپ نے حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو حکم فرمایا کہ ان سے علم حاصل کرو۔ اور وہ جن کے لحاف میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی. سبحان اللہ

Marfat.com

وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

3- حضور اقدس کی مبارک ازواج مطہرات نے اپنی گزر اوقات کے خرچے میں اضافہ کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ کے آخری اور محبوب نبی اس درخواست پر ناراض ہوئے اور بات چیت بند فرما دی۔ قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں کہ اپنی ازواج مطہرات کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیں۔ آپ لوگ دنیا چاہتی ہیں یا اللہ، رسولؐ اور آخرت کا گھر؟ ان آیات کو ''آیات تخییر'' کہا جاتا ہے۔ آپ نے سب پہلے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آیات سنائیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا۔ عائشہ! جلدی فیصلہ نہ کرنا پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے تڑپ کر فرمایا۔ یارسول اللہ! آپ کے بارے اپنے والدین سے مشورہ؟ نہیں، ہرگز نہیں میں تو بس اللہ، رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت آقا مدنی بہت خوش ہوئے اور باقی ازواج مطہرات نے بھی ''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا)'' کے راستے کو اختیار کر لیا۔

4- اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے ذریعے کئی نعمتیں عطاء فرمائیں۔ آپ کی برکت سے جھوٹا بہتان لگانا ایک ایسا جرم ٹھہرا جس پر حد جاری ہوتی ہے۔ شکّی مزاج اور بد دماغ لوگ جب چاہتے ہیں کسی کی عزت پر انگلی اٹھا لیتے ہیں۔ مگر اب اُن کے سر پر اسّی کوڑوں کی ضرب لٹک رہی ہے۔ تیمم کا حکم بھی ایک غزوے سے واپسی پر سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار گم ہو جانے کے واقعہ پر نازل ہوا۔ اسی طرح اور بہت سی برکات اور نعمتیں۔

5- اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت اونچے، وافر، مفید اور مثمر علوم عطاء فرمائے۔ آپ تفسیر اور حدیث کے ساتھ ساتھ علم الفرائض یعنی علم میراث میں خاص مہارت رکھتی تھیں۔ فقہ کے علم میں آپ کا کوئی مدّمقابل نہیں تھا۔

Marfat.com

طب، شعر اور انساب میں آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ تمام ازواج مطہرات میں آپ کی روایات سب سے زیادہ ہیں۔ بلکہ اہل علم کا قول ہے کہ۔ تمام روئے زمین کی عورتوں کے علوم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے مقابلے میں کم ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اللہ، اللہ، اللہ۔ تھوڑا سا غور کریں۔ حضور اقدس کے اکثر نکاح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ہوئے۔ مگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ سے محبت میں ہر آئے دن اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ بعض نکاح تو خود ان کی سرپرستی میں ہوئے اور انہوں نے اپنی نئی سوکن محترمہ کو اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا۔ اسے کہتے ہیں محبت اور اسے کہتے ہیں ایمان اور دینداری کہ۔ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے دل میں شکایت پیدا نہ ہو۔ اور نہ ہی اس دنیا کی کسی چیز یا شان کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا جائے۔ رسول اللہ کے تمام نکاح دین کے لئے تھے، اسلام کے لئے تھے اور اُمتِ مسلمہ کے لئے تھے۔ میں نے ان مبارک نکاحوں پر غور کیا تو دل محبت رسول سے روشن ہونے لگا۔ ہر نکاح میں دین کا نیا فائدہ۔ ہر نکاح میں اُمت کا نیا فائدہ۔ اور ہر نکاح میں مسلمانوں کے لئے مزید کوئی ترقی یا آسانی کی راہ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو باریکی کے ساتھ غور کریں۔ آپ کا نفس مبارک تو اس قدر پاکیزہ اور نورانی تھا کہ۔ آج تک بلکہ قیامت تک جس نفس میں بھی کوئی خیر، روشنی اور پاکیزگی ہے وہ رسول کریم کے پاکیزہ نفس کے فیض سے آتی ہے۔ اس لئے اگر کسی بدباطن کے دل میں آپ کے کثرت نکاح پر کوئی سوال آتا ہے تو وہ۔ اُس کے اندر کی اپنی گندگی ہے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ۔ اُمت میں نکاح عام ہو اور بے حیائی کا ہر دروازہ بند ہو۔ یہ ایک ایسا فائدہ ہے جو اگر کسی معاشرے کو نصیب ہو جائے تو آسمان والے بھی اس معاشرے کو رشک اور محبت سے دیکھتے ہیں۔

Marfat.com

خیر یہ ایک الگ موضوع ہے۔ بات تو یہ چل رہی تھی کہ۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ نے کئی نکاح فرمائے۔ مگر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نہ کوئی شکوہ، نہ شکایت۔ نہ رونا نہ آہیں۔ اور نہ محبت میں کوئی کمی۔ اور نہ کمی کا تصور۔ وہ جانتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ ایمان اور توکل کی اس اعلیٰ کیفیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ۔ آپ کے دل میں بھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام بڑھتا ہی گیا۔ اور اُن کے لئے جو محبت تھی اس میں کوئی کمی نہ آئی۔ بلکہ اُنہیں کے حجرے کو آپ نے اپنا روضہ مبارک بنایا۔ سبحان اللہ! روضہ اطہر۔ آپ سب جانتے ہیں کہ روضہ اطہر کا کیا مقام ہے۔ بس آج اتنا ہی۔ آپ نے دو عورتوں کا تذکرہ پڑھ لیا۔ ایک کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ ''اللہب'' میں ہے۔ ''لہب'' کہتے ہیں آگ کے شعلوں کو۔ ظاہری طور پر وہ ایک کامیاب عورت تھی۔ عیش میں پلی، آرام میں بڑھی اور ہر راحت اُس نے دیکھی۔ دنیا اُس کا مقصود تھی اور آخرت سے وہ غافل تھی۔ اپنی ذات پر اُس کو ناز تھا۔ اور وہ سب کچھ اسی دنیا میں پالینا چاہتی تھی۔ چودہ سو سال گزر گئے۔ وہ اتنے طویل عرصہ سے روز آنہ سورۃ ''اللہب'' میں کوسی جاتی ہے۔ جب تک کوئی اُس کی مذمت نہ کر لے وہ قرآن کا حافظ نہیں بن سکتا۔ اور اتنے ہی طویل عرصہ سے وہ ''اللہب'' یعنی آگ کے شعلوں میں جل رہی ہے۔ اور دوسری عورت جس نے آنکھ کھولی تو تکلیف اور آزمائش کو دیکھا۔ نہ دنیا کا ٹھاٹھ اور نہ یہاں کا عیش۔ بھوک، فاقے، ہجرت، جہاد۔ اور عبادت کی محنت۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ بالکل سچی محبت۔ تب اُسے کائنات کی سب سے افضل ہستی کی محبت اور دائمی رفاقت نصیب ہوئی۔ اُس نے دنیا کو مقصود نہ بنایا تو دنیا و آخرت کی تمام سرفرازیاں اُس کے قدموں میں آگریں۔

زندگی اُس کی بھی گزر گئی۔ اگرچہ پیوند زدہ کپڑوں اور مجاہدات میں۔ مگر آج چودہ سو سال ہوتے ہیں۔ وہ اتنے طویل عرصہ سے سورۃ ''النور'' میں چمکتی اور مہکتی

Marfat.com

ہے۔اور جب تک کوئی اُس کی پاکیزگی اور مقام کا اعلان نہ کرے وہ قرآن پاک کا حافظ نہیں بن سکتا۔اور وہ خود ''النور'' میں ہے۔نورانی، روحانی زندگی۔ایسی آرام والی کہ کوئی اُس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف

مؤرخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھی۔بیٹوں کی تعداد میں البتہ اختلاف ہے۔جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے تھے حضرت قاسم حضرت عبداللہ حضرت ابراہیم بعضوں نے کہا چوتھے صاحبزادے حضرت طیب اور پانچویں حضرت طاہر تھے۔بعض کہتے ہیں طیب اور طاہر ایک ہی صاحبزادے کے نام ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ہی کا نام طیب اور طاہر تھا اس طرح تین ہوئے لیکن اکثر کی تحقیق تین بیٹوں کی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت ابراہیمؑ کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی۔

اور یہ سب کے سب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہے، اور کسی دوسری بیوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی لونڈی ماریہ قبطیہ سے آٹھ ہجری میں ابراہیم پیدا ہوئے۔(زاد المعاد(1/103)

تو اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی اور صرف ابراہیم جو کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے جو کہ اسکندریہ کے بادشاہ اور قبطیوں کے بڑے کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ھدیہ پیش کی گئی تھیں۔

تو اس طرح صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی تعداد سات جن میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جن کے نام ذیل میں دیے جاتے ہیں:

Marfat.com

بیٹے:

1-القاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2-عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3-ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیٹیاں:

1-زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2-رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3-اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

4-فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ باقی ساری اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہے فوت ہوگئ صرف فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوئیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پہلے حضرت قاسم پیدا ہوے اور بعثتِ نبوت سے پہلے ہی انتقال فرما گئے۔ دوسال کی عمر پائی انہیں کے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی۔ مکہ میں ولادت ہوئی اور وہیں انتقال ہوا۔

(زرقانی ج3 ص24)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادہ کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور حضرت قاسم کی طرح ان کی والدہ کا نام بھی سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا ہے۔ حضرت عبداللہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور ایک سال چھ ماہ آٹھ دن زندہ رہے اور طائف میں وفات پائی۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعا عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ 8 ہجری کا واقعہ ہے حضرت ابورافع نے حاضر ہوکر ولادت کی خوشخبری دی اس بشارت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو ایک غلام عنایت فرمایا۔ ساتویں روز اس شہزادہ رسول کا عقیقہ کیا۔ دو مینڈھے ذبح کرائے سر منڈایا بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ بال زمین میں دفن کئے۔ ابراہیم نام رکھا۔ تقریباً سولہ ماہ زندہ رہ کر 10 ہجری میں انتقال فرمایا۔

(بنات اربع بحوالہ زاد المعاد لابن قیم)

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی ہیں۔ بعثت نبوت سے دس سال پہلے پیدا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت تیس برس تھی۔ ان کی والدہ کا نام سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔

ابتدائی حالات

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو جس طرح سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی اعلان پر اسلام قبول فرمالیا۔ اسی طرح آپ کی اولاد بھی مشرف با اسلام ہوئی۔ اس وقت سیّدہ زینب کی عمر دس سال تھی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۱۳)

Marfat.com

نکاح

سیّدہ زینب کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا۔ حضرت ابوالعاص کا نسب چہارم پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے۔ حضرت ابوالعاص مکہ کے صاحب ثروت شریف اور امانت دار انسان تھے۔ حضرت ابوالعاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خواہر زادہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد بن یاسر ہے جو حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہیں اور حضرت خدیجہ حضرت ابوالعاص کی خالہ ہیں۔ ابوالعاص سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ سیّدہ فاطمہ اور سیّدہ زینب حقیقی بہنیں ہیں اس بنا پر حضرت علی اور حضرت ابوالعاص آپس میں ہم زلف ٹھہرے۔

مشرکین مکہ کے ناپاک عزائم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ ہر طرح کی تکالیف پہنچائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی صدا سے پورے مکہ میں انقلاب برپا کر دیا مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید تکلیف پہنچانے کے لیے حضرت ابوالعاص کو اس بات اکسایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیّدہ زینب کو طلاق دے دو اور قبیلہ قریش میں سے تم جس عورت سے نکاح کرنا چاہو ہم وہ عورت پیش کر سکتے ہیں۔ جواب میں حضرت ابوالعاص نے فرمایا: قال لا واللہ اذن لا افارق صاحبتی اللہ کی قسم میں اپنی بیوی سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا۔

(ذخائر العقبیٰ ص ۱۵۷۔ البدایہ لابن کثیر ج ۳ ص ۱۱۳)

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام میں بھی ابوالعاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے محصورین کے لیے خوراک کی فراہمی کا بندوبست کرتے رہے۔

(البدایہ ج ۳ ص ۲۱۳)

١٢٢٦٢٢

Marfat.com

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ابوالعاص نے ہماری دامادی کی بہترین رعایت کی اور اس کا حق ادا کر دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ابوالعاص نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

نبوت کے تیرھویں سال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی۔ اس وقت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے سسرال کے ہاں تھیں۔ ہجرت کے بعد اسلام کا ایک دوسرا دور شروع ہوتا ہے مدنی زندگی میں اسلام اور کفر کے درمیان بڑی بڑی جنگیں لڑی گئی ان میں ایک مشہور جنگ غزوہ بدر کے نام سے معروف ہے اور اس جنگ بدر میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہو کر آئے۔

جنگ بدر میں جب اہل اسلام کو فتح ہو گئی تو جنگی قاعدہ کے مطابق شکست خوردہ کفار کو اہل اسلام نے قید کر لیا اور ان قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے داماد حضرت ابوالعاص بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا۔ جو قیدی لائے گئے ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھوڑانے کے لیے فدیے اور معاوضے بھیجنے شروع کیے۔ اس ضمن میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابوالعاص کی رہائی کے لیے اپنا وہ ہار جو ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا بھیجا مدینہ شریف میں یہ فدیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیے گے۔ اور حضرت ابوالعاص کا فدیہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہار کی شکل میں پیش ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نظر فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا اختیار رقت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور اس کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کے اثر میں

Marfat.com

تمام صحابہ متاثر ہوئے۔

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم ابوالعاص کو رہا کر دو اور زینب کا ہار واپس کر دو تو تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس وقت صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ارشاد درست ہے ہم ابوالعاص کو بلا فدیہ رہا کرتے ہیں۔ اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہار واپس کرتے ہیں۔

اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ جب مکہ واپس پہنچیں تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہمارے ہاں مدینہ بھیج دینا۔ چنانچہ حضرت ابوالعاص نے وعدہ کر لیا۔ تو انہیں بلا معاوضہ رہا کر دیا گیا۔ (دلائل النبوہ للبیہقی ص ۳۲۴ ج ۲: مسند احمد بن حنبل ص ۳۲۴ ؛ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۳۶۷ مشکوۃ شریف ص ۶۴۳ ؛البدایہ والنہایہ ص ۳۱۲ ج ۳)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ رہا ہو کر مکہ آئے اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو تمام احوال ذکر کیے اور مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور جو وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا وہ ایام بھی آگئے تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ روانہ کیا۔ کنانہ نے اپنی قوس اور ترکش کو بھی ساتھ لیا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سواری کے اوپر کجاوہ میں تشریف فرما تھی۔ اور کنانہ آگے آگے ساتھ چل رہا تھا۔ اس دوران اہل مکہ کو اطلاع ہو گئی جب وادی ذطوی کے پاس پہنچے تو مکہ والے پیچھے سے پہنچ گے ہبار بن اسود نے ظلم کرتے ہوئے نیزہ مار کر سیّدہ کو اونٹ سے گرا دیا جس سے آپ زخمی ہوگئی اور حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے اپنا ترکش کھول دیا اور اندازی شروع کر دی اور کہا جو بھی قریب آئے گا اس کو تیروں سے پرو دیا جائے گا۔ کفار نے کہا کہ اپنے دشمن کی بیٹی کو علانیہ جانے تو لوگ ہمیں کزور

Marfat.com

سمجھیں گے۔اس لیے انہیں چند یوم بود رات کی تاریکی میں لے جانا۔کنانہ نے رائے تسلیم کر لی اور چند دنوں کے بعد رات کے وقت مکہ سے باہر مدینہ سے اے ہوے صحابہ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے پاس پہنچایا پس وہ دونوں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گے۔

(البدایہ والنھایہ ص ۳۳۰ ج ۳۔زرقانی ج ۳ ص ۲۲۳)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

مکہ مکرمہ سے قریش کا ایک قافلہ جمادی الاول ۶ ہجری میں شام کے لیے عازم سفر ہوا اور ابوالعاص بھی اس قافلہ میں شریک تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مے حضرت زید بن حارثہ کو ۱۷۰ سواروں کے ہمراہ قافلہ کے تعاقب کے لیے روانہ کیا۔ اور مقام عیص میں قافلہ ملا کچھ لوگ گرفتار ہوے اور باقی بھاگنے میں کامیاب ہو گے۔حضرت ابوالعاص سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لاے تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دے دی۔اس کے بعد سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سفارش پر تمام مال و اسباب ان کے حوالے کر دیا۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے مکہ جا کر جس جس کا مال تھا اس کے حوالہ کیا اور پوچھا کسی کا مال تو میرے ذمہ باقی نہیں۔تو تمام لوگوں نے کہا: فجزاك الله خيرا فقد وجدناك وقيا كريما۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے ہم نے تمہیں بڑا شریف اور وفادار پایا ہے ص اس کے بعد قریش مکہ کے سامنے اسلام کا اعلان کیا اور مکہ سے مدینہ منورہ تشریف لے اے۔تو حضور نے سیّدہ زینب کو ان کے حوالے کر دیا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لخت جگر نے اسلام کے لیے ہجرت کی اور تمام

Marfat.com

مصائب والام دین کے لیے برداشت کئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر جب دربار رسالت میں ائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی اصیبت فی. میری بیٹیوں میں زینب بہترین بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے ستایا گیا۔ یہ افضل بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے روکا گیا۔

(مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۲۱۳: دلائل النبوہ للبیہقی ج ۲ ص ۴۲۶)

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولا

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد حضرت ابوالعاص بن الربیع سے ہوئی۔ ان میں ایک صاحبزادہ جس کا نام علی تھا۔ اور ایک صاحبزادی جس کا نام امامہ بنت ابوالعاص تھا اور ایک صاحبزادہ صغر سنی میں ہی فوت ہو گیا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں پرورش پاتے رہے۔ اور جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا تھا۔ اور یرموک کے معرکہ میں شہید ہوے۔ اور بعض کے نزدیک یہ قریب البلوغ ہو کر فوت ہوے۔

(اسد الغابہ لابن کثیر ج ۴ ص ۴۱۔ الاصابہ لابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۵۰۳:)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ نبی کریم نماز کے لیے تشریف لائے کہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا حضور کے دوش پر سوار ہیں۔ اپ نے ایسی حالت میں نماز ادا فرمائی۔ جب رکوع جاتے تو اتار دیتے جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷۴۔ مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۵۔ مسند ابوداؤد طیالسی ص ۸۵۔ ابوداود شریف ج ۱ ص ۱۳۲۔ صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۳۱۳:)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم کی خدمت میں بیش قیمت ہار بطور ہدیہ آیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تشریف فرما تھیں اور یہی حضرت امامہ صحن میں کھیل رہی تھیں۔ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے پوچھا یہ ہار کیسا ہے۔ سب نے کہا کہ ایسا خوبصوت ہار تو ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لادفعتہا الی احب اھلی الی۔ یہ ہار میں اس کو دوں گا جو میرے اہل بیت میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قیمتی ہار خود اپنے دست مبارک سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں پہنا دیا۔

(اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۰۰۔ مجمع الزوائد للھیثمی ج ۹ ص ۲۵۴۔ الفتح ربانی ج ۲۲ ص ۴۲۰ الاصابہ ج ۴ ص ۲۳۰:)

امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہما سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نکاح

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد شادی کریں تو میری بڑی بہن کی بیٹی امامہ کے ساتھ کرنا۔ وہ میری اولاد کے حق میں میری قائمقام ہوگی۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت کے مطابق ۱۲ھ میں حضرت امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں ان کی شادی حضرت علی سے کر دی۔ یہ نکاح مسلّم بین الفریقین ہے۔ اہلسنت اور شیعہ حضرات اپنے اپنے مقام میں اس کو ذکر کیا کرتے ہیں۔

(الاصابۃ ج ۳ ص ۴۳۳، انوار النعمانیہ ج ۱ ص ۳۶۷)

Marfat.com

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ تشریف لاتے ہوئیں تو دوران ہجرت ہبار بن اسود کے نیزہ سے زخمی ہوئی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا وہی زخم دوبارہ تازہ ہوگیا جو ان کی وفات کا سبب بنا۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے اکابرین، صاحب قلم حضرات نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ

"فکانوا یرونہا ماتت شہیدہ"

حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ ان کو شہیدہ کے نام سے تعبیر کیا جانا چاہئے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ ہوئے اور تمام بہنیں اس حادثہ فاجعہ سے اور تمام عورتیں شدت جذبات سے رودیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیّدہ کی وفات کا سن کر حاضر ہوئے عورتوں کو روتا دیکھ کر آپ نے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے عمر سختی سے ٹھر جائیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: شیطانی آوازیں نکالنے سے پرہیز کریں۔ پھر فرمایا: جو آنسو آنکھوں سے بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے تو یہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی رحمت سے ہے۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۵۲)

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز

سیّدہ کے غسل کا اہتمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوا۔ سیّدہ اُمّ ایمن، حضرت سودہ، سیّدہ اُمّ سلمہ، سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا

سیّدہ اُمّ عطیہ فرماتیں ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ زینب کے نہلانے کا انتظام کرو پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے اور اس پانی کے ساتھ غسل دیا جائے۔ اور غسل کے

Marfat.com

بعد کافور کی خوشبو لگائی جائے جب فارغ ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرنا پس ہم نے اطلاع کردی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند اتار کر جسم اطہر سے عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے اس تہبند کو کفن کے ساتھ رکھ دو۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۷۔ مسلم ج ۱ ص ۳۰۴)

سیّدہ کا جنازہ

جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار ہو گیا تو بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ پردہ داری سے میت کو تدفین کے لیئے لے جایا گیا۔

سیّدہ کا ایک اور اعزاز

خالق ارض وسمٰوات نے سیّدہ زینب کو یہ اعزاز بھی دیا کہ ان کا جنازہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور روایات میں آتا ہے "وصلی علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (انساب الاشراف ج ۱ ص ۴۰۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر میں خود اترے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سیّدہ کو دفنانے کے لئے حاضر ہوئے۔ ہم قبر پر پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مغموم تھے۔ ہم میں سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ قبر کی لحد بنانے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں آپ کو اطلاع کی گئی کہ قبر تیار ہوگئی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر کے اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ انور کھلا ہوا تھا اور غم کے آثار کچھ کم تھے۔ اب عشاق عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ اس سے پہلے آپ کی طبیعت بہت مغموم نظر آرہی تھی اب

Marfat.com

آپ کی طبیعت میں بشاشت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔قبر کی تنگی اور خوف ناکی میرے سامنے تھی اور سیّدہ زینب کی کمزوری اور ضعف بھی میرے سامنے تھا اس بات نے مجھے رنجیدہ خاطر کیا پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ زینب کے لئے اس حالت کو آسان فرمادیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالیا اور زینب کے لئے آسانی فرمادی۔

(مجمع الزوائد للہیثمی ج ۳ ص ۴۷۔کنزالعمال ج ۸ ص ۱۲۰)

میں نے بڑے اختصار کے ساتھ سیّدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پیدائش تا وفات لکھ دیئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بڑی لخت جگر کے ساتھ کیسا مشفقانہ معاملہ تھا کہ زندگی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل رہی اور وفات کے بعد تمام معاملات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوئے۔

سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں۔اور یہ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی ہیں۔حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد بن اسد ہے۔یہ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین برس بعد پیدا ہوئیں۔اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تقریباً تینتیس برس تھی۔

ابتدائی حالات

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پرورش

Marfat.com

پائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر سات سال تھی۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ تو ان کے ساتھ آپکی صاحبزادیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴۔ الاصابہ لابن حجر)

قبل از اسلام سیّدہ کا نکاح

نبی کریم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کیا تھا ابھی رخصتی ہونا باقی تھی۔ جب نبی کریم خاتم النبین کے عظیم منصب پر فائز ہوئے پیغمبر اسلام کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے اور پیغام حق کے مقابلہ میں کفر اور شرک کی اشاعت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وحی کا نزول کر کے ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت فرمائی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا اگر تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق دے کر ان سے علیحدگی اختیار نہیں کی تو تمہارا میرے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ دونوں بیٹوں نے حکم کی تعمیل کی اور دختران رسول سیّدہ رقیہ اور سیّدہ اُمّ کلثوم کو طلاق دے دی۔

(طبقات ابن سعد ج۔ الاصابہ الابن حجر ص ۲۹۷)

سیّدہ رقیہ کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے نکاح

جب ابولہب کے لڑکوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

تو اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کردوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے آپ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی کر دی۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۵)

سیّدہ رقیہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی ہجرت حبشہ

جب کفار کے مظالم حد برداشت سے بڑھ گئے تو نبوت کے پانچویں سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جوڑا خوبصورت ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۶۶)

ایک عورت حبشہ سے مکہ پہنچی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال احوال دریافت فرمائے تو اس نے بتایا کہ اے محمد میں نے آپ کے داماد اور آپ کی بیٹی کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیسی حالت میں دیکھا تھا؟

اس نے عرض کیا: عثمان اپنی بیوی کو سواری پر سوار کیے ہوئے جا رہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو حضرت عثمان ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی۔ (البدایہ لابن کثیر ج ۳ ص ۶۶)

مدینہ کی طرف ہجرت

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے والے ہیں تو حضرت عثمان چند صحابہ کرام کے ساتھ مکہ آئے اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جا چکے تھے۔ ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عثمان ہجرت مدینہ کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی بیوی حضرت رقیہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا سمیت مدینہ کی طرف دوسری ہجرت فرمائی۔ (الاصابہ لابن حجر ج ۴ ص ۲۹۸)

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حبشہ کے زمانہ قیام میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔ عبداللہ کا ۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ خود پڑھی حضرت عثمان نے قبر میں اتارا۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۶)

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری

۲ ہجری غزوہ بدر کا سال تھا حضرت رقیہ کو خسرہ کے دانے نکلے اور سخت تکلیف ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی تیاری میں مصروف تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام غزوہ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تیار ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خطاب کر کے فرمایا: رقیہ بیمار ہے آپ ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں ہی مقیم رہیں آپ کے لئے بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ہے اور غزائم میں بھی ان کے برابر حصہ ہے۔
(بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں شریک تھے۔ حضور کی عدم موجودگی میں سیّدہ رقیہ کا انتقال پر ملال ہوا پھر ان کے کفن دفن کی تیاری کی گئی یہ تمام امور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیئے۔

غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر جب زید بن حارثہ مدینہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کے بعد دفن کرنے والے حضرات اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۵)

Marfat.com

چند ایام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو جنت البقیع میں قبر رقیہ پر تشریف لے گئے اور حضرت رقیہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

ایک روایت میں ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت رقیہ کی تعزیت پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا شکر شریف بیٹیوں کا دفن ہونا بھی عزت کی بات ہے۔

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی ہیں یہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی ہیں۔ یہ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

قبولِ اسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نگرانی میں ہوش سنبھالا۔ اور آغوش رسالت میں پرورش پائی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو یہ تمام بہنیں اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ اسلام لائیں۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶۔ طبقات ابن سعد ص ۵۲)

نکاح اوّل اور طلاق

اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ لیکن جب اسلام کا دور آیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔ اور قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اور قرآن کریم میں سورہ لہب نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اس کی

Marfat.com

بیوی کی مزمت کی گئ۔ تو ابولہب نے اپنے بیٹے عتیبہ سے کہا کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دو۔ تو عتیبہ نے طلاق دے دی۔

مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے کچھ افراد مکہ میں رہ گئے تھی۔ جن میں اُمّ المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی بیٹی سیّدہ اُمّ کلثوم اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شامل تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابورافع اور حضرت زید بن حارثہ کو روانہ کیا۔ اور خرچ کے لیے ۵۰۰ درہم حضرت ابوبکر صدیق نے پیش کیے۔ چناچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں یعنی اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر مدینہ طیّبہ جا پہنچے۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۱۸۔ البدایہ لابن کثیر ۲۰۲۳)

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما انا ازواجَ بناتی ولٰکن اللہ تعالٰی یزوجھن۔

میں اپنی بیٹیوں کو اپنی مرضی سی کسی کی تزویج میں نہیں دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نکاحوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۹۴)

جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت صدمہ پہنچا۔ وہ ہر وقت غم میں ڈوبے رہتے تھے۔ چناچہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غمگین دیکھا تو فرمایا

Marfat.com

مالی ارا ک مھمو ما؟ عثمان تمہیں کیوں غمزدہ دیکھ رہا ہوں؟

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔ آقا مصیبت کا جو پہاڑ مجھ پر گرا ہے کسی اور پر نہیں گرا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جو میرے نکاح میں تھی۔ انتقال کر فرما گئیں۔ جس سے میری کمر ٹوٹ گئی۔ اور وہ رشتہ مصاحبت بھی ختم ہو گیا جو میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا کہ یہ جبرائیل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے نکاح میں دوں اور جو مہر رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے مقرر ہوا تھا اُسی کے موافق اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر ہو۔ (ابن ماجہ۔ اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۱۶۔ کنز العمال ج ۶ ص ۵۷۳)

چنانچہ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ربیع الاوّل ۲ ہجری میں ہوا۔ اور جمادی الاخریٰ میں رخصتی ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۲۔ اسد الاغابہ لابن اثیر الجزری ج ۵ ص ۳۱۶)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک منفرد اعزاز

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو لختِ جگر آئیں۔ جس کی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ اسی طرح انہیں دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ایک حبشہ ایک مدینہ کی طرف تو ذوالہجرتین کا لقب حاصل ہوا۔ ابن عساکر میں ہے ہے

حضرت آدم علیہ وسلم سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی انسان ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

Marfat.com

عدم اولاد

روایات کے مطابق سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے مثال شوہر

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: بیٹی: عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ کسی کام سے گئے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ ابا جان وہ بہت اچھے اور بلند مرتبہ شوہر ثابت ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی کیوں نہ ہوں۔ وہ دنیا میں تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور تمہارے باپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے اخلاق اور عادات سے مشابہ ہیں۔ (سیرت حلبیہ ج ۴ ص ۴۴)

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تیسری بیٹی سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعبان ۹ ہجری کو انتقال فرما گئیں۔

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں رہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۲)

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ پھر غموں کے سمندر کے میں ڈوب گئے۔ ان حالات میں بنی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لو کن عشر الزوجتھن عثمانہ،،

یعنی میرے پاس دس بیٹیاں بھی ہوتی تو میں یکے بعد دیگری عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۲، مجمع الزوائد للھیثمی ج ۹ ص ۷۱۲)

بعض روایات میں اس سے زیادہ تعداد بھی منقول ہے۔

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غسل اور نماز جنازہ

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد اُن کے غُسل وکفن کے انتظامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائے۔ سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیّدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، لیلیٰ بنت قانف رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۶۲، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶)

جب سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غسل اور کفن ہو چکا تو ان کے جنازہ کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۶۲، شرح مواہب اللدنیہ للزرقانی ج ۳ ص ۲۰۰)

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دفن

نماز جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفن کرنے کے لیے جنت البقیع میں لایا گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر میں اترے، اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

بھی ان کے ساتھ قبر میں اترے اور دفن میں معاونت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن کے موقع پر قبر کے پاس تشریف فرما تھے۔میں نے دیکھا کہ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے فرطِ غم کی وجہ سی آنسو جاری تھے۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ولادت باسعادت

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ان کی والدہ کا نام بھی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثت نبوی کے بعد جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔بعض سیرت نگاروں کے نزدیک سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت جس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر کررہے تھے اس وقت ہوئی۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔] رجوع کرسکتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۱، الاصابہ لابن حجر ج ۴ ص ۵۶۳، الاصابہ فی تمیز الصاحبہ ج ۴ ص ۵۶۳)

سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی صاحزادیوں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ان کا اسم گرامی: فاطمہ ہے۔اوران کے القاب میں زہرا، بتول، زاکیہ، راضیہ، طاہرہ، بضعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

پرورش

ان کی پرورش اور تربیت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

شمائل اور خصائل

حدیث شریف کی کی کتابوں میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ان کی سیرت اور طرز طریق کو محدثین اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ

فاقبلت فاطمه تمشی۔ ما تخطئی مشیة الرسول صلی الله علیه وسلم شیاً۔

یعنی جس وقت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چلتی تھیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چال ڈھال اپنے والد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مشابہ ہوتی تھی۔ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قیام وقعود ،نشست و برخاست ،عادات واطوار میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۹۰ ،الاستیعاب ج ۴ ص ۳۶۳ ،حلیۃ الاولیا لابی نعیم الصفہانی ج ۲ ص ۳۹)

شعب ابی طالب میں محصوری

اسلام کا راستہ روکنے کے لیے کفار مکہ نےحضور صلی اللہ ولیہ وسلم کے خاندان ،صحابہ کرام، ازواج رضی :اور بنات رضی : کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ صبر آزما لمحات اپنے اعزہ واقارب اور عظیم والدین کے ہمراہ صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کی۔

Marfat.com

ہجرت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ میں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لانے کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین فرمایا اور دو اونٹ دیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ درہم زادراہ کے لیے دیے۔ یہ دونوں بنات طیبات ان کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں۔ (البدایۃ لابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۲)

نکاح

ماہ رجب ۲ ہجری میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا نکاح کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اکیس یا چوبیس برس اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ یا اٹھارہ برس تھی۔

(تفسیر القرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۲)

اس نکاح کے گواہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (ذخائر العقبیٰ المحب الطبری ص ۳۰)

سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی تیاری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کی رخصتی کے لیے تمام تیاری سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرمائی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ اس موقع پر سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس کام میں ان کی معاون تھیں۔ کہ ہم نے وادی بطحا سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی۔ جس سے اس مکان کو لیپا پونچا اور صاف کیا۔ پھر ہم نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار

Marfat.com

کیے۔ اور خرما اور منقی سے خوراک تیار کی اور پینے کے لیے شیریں پانی مہیا کیا۔ پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑ دی تاکہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جاسکی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

فمارا اینا عرسا احسن من عرس فاطمہ

یعنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔ (السنن لابن ماجہ ص ۱۳۹، مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۴)

جہیز

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز دیا مختلف روائتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۳۔ ایک مشکیزہ۔

۴۔ دو مٹی کے گھڑی۔

۵۔ ایک چکی۔

۶۔ ایک پیالہ۔

۷۔ دو چادریں۔

ایک جانماز۔ (مسند احمد ج ۱ ص 104)

فضائل سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بزبان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ (البدایۃ)

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین امت کی سردار ہے۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا اور جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کہ تنگ کیا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری تقلید کے لیے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم علیہ اسلام، خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت آسیہ کافی ہیں۔ (ترمذی شریف)

اولاد سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے پانچ اولادیں عطا فرمائیں۔ تین لڑکے اور دو لڑکیاں جن کے نام یہ ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔: حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغرسنی میں فوت ہو گئے تھے۔ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۷ ہجری میں ہوا۔ اور دوسری بیٹی سیّدہ زینب بنت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

(نسب قریش ص ۵۲)

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عبادت وشب بیداری

سیّدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں اپنی والدہ (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محراب عبادت میں اللہ

Marfat.com

کے آگے گریہ وزاری کرتی، خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد وثنا کرتے، دعائیں مانگتے دیکھا کرتا، یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے مانگتی تھی۔

ایثار وسخاوت

ایک دفع کسی نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہوگی؟ سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے کے سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔

انتقال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اظہار غم

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت نے اضافہ کیا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پریشانی عالم میں فرمانے لگیں۔ ذاکرب ابا۔ افسوس ہمارے والد کی تکلیف۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتحال ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دار فانی سے دار بقا کی طرف انتقال فرماگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر نہایت درد وسوز کے عالم میں فرمایا تھا۔

صبت علی مصائب لو انہا۔ صبت علی الایام سرن لیالیھا۔

مجھ پر مصیبتوں کے اس قدر پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہی مصیبتوں کے پہاڑ دنوں پر ٹوٹے تو دن رات بن جاتے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرض الوفات اور ان کی تیمارداری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

نہایت مغموم رہتی تھی اور یہ ایام انہوں نے صبر اور سکون کیساتھ پورے کیے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اٹھائیس یا انتیس برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گیں۔ ان بیماری کے ایام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری اور خدمات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرانجام دیتی تھی۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں۔ پھر تین رمضان گیارہ ہجری منگل کی شب اٹھائیس یا انتیس برس کی عمر مبارک میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۳۳۳)

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غسل اور اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمات

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سیّدہ اسماء بنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی تھی کہ آپ مجھے بعد از وفات غسل دیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ معاون ہوں۔ چنانچہ سیّدہ اسماء بنت عمیس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل کا انتظام کیا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیّدہ اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سارے انتظام کی نگرانی فرمانے والے تھے۔ (اسد الغابہ، ج ۵ ص ۴۷۸، البدایۃ، والنہایۃ، ج ۶ ص ۳۳۳، حلیۃ الاولیا ج ۳ ص ۴۳)

Marfat.com

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ

جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھنے کا مرحلہ پیش آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس موقعہ پر موجود تھے تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تشریف لاکر جنازہ پڑھائیں۔ جواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں جنازہ پڑھانے کے لیے پیش قدمی نہیں کرسکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا حق ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تشریف لائے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ پڑھایا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۹۱، کنز العمال ج ۶ ص ۸۱۳)

نماز جنازہ کے بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رات کو ہی جنت البقیع میں دفن کیا گیا، اور دفن کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر میں اتری۔

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف کے عنوان سے نبی کریم سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاک اولاد کے مختصر حالات اور مقام و مرتبہ کے بیان کے لیے یہ ایک چھوٹی سی کوشش ہے۔ اللہ کریم اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس سے فائیدہ پہنچائے اور آخرت میں ان مقدس ہستیوں کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔

Marfat.com

سیّدہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ کے نام ونسب کا بیان

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب اور خاندان اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام ''عائشہ'' اور لقب ''صدیقہ'' اور ''حمیرا'' ہے۔ اُن کی کنیت ''اُم عبداللہ'' اور خطاب ''اُم المؤمنین'' ہے۔ آپ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیوی ہیں۔ آپ کے والد ماجد خلیفۂ اول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور والدۂ ماجدہ مشہور صحابیہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔

والدِ گرامی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ''عائشہ بنت ابوبکر بن ابوقحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

والدۂ ماجدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا کی طرف سے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ''اُمّ رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذنیہ بن سبع بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔''

پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں جا کر مل جاتا ہے اور والدۂ ماجدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا کی طرف سے بارہویں پشت پر کنانہ سے جا ملتا ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والدِ ماجد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ وحضر کے ساتھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے جو بے مثال قربانیاں ہیں وہ اسلامی تاریخ کے صفحات پر جگمگا رہی ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار اور مسلمانوں کے

Marfat.com

پہلے خلیفہ کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی شرافت اور بزرگی بڑی بے مثال ہے، وصال کے بعد بھی آپ کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدۂ ماجدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا بھی اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے لیے اپنی بے لوث خدمات کی وجہ سے عظیم المرتبت صحابیات میں نمایاں مقام کی حامل ہیں۔ آپ کی وفات ۶ ھ میں ہوئی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اُن کی قبر میں اترے اور فرمایا کہ: ''جو کوئی جنت کی حورِ عین کو دیکھنا چاہتا ہو وہ امِ رومان (رضی اللہ عنہا) کو دیکھ لے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدۂ ماجدہ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا۔ عبداللہ کی موت کے بعد آپ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بطن سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک بیٹا حضرت عبدالرحمان اور ایک بیٹی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما نصیب فرمائے۔

اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سنہ ولادت کے بارے میں تاریخ وسیرت کتابیں خاموش نظر آتی ہیں۔ لیکن یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ ہجرت کے وقت آپ کی عمر شریف ۶ ر سال تھی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح ۶ ر کی عمر میں ہی ہوا، شوال ۱ ھ میں آپ ۹ ر سال کی تھیں کہ رخصتی ہوئی، ۹ ر سال نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ رہیں، یعنی جب آپ کی عمر شریف ۱۸ ر برس ہوئی تو ربیع الاول ۱۱ ھ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اس طرح اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت کی تاریخ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہوگا، یعنی شوال ۹ ھ قبل ہجرت بہ مطابق

Marfat.com

جولائی ۶۱۴ء۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سنہری بچپن اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خلیفۃ المسلمین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس مقدس اور مبارک خاندان میں پیدا ہوئیں۔

جس میں سب سے پہلے اسلام کی کرنوں نے اپنا اجالا بکھیرا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر ابتدا ہی سے نبوت کے نور سے روشن و منور رہا۔ کفر و شرک کا اس گھرانے میں دور دور تک پتا نہ تھا اسی نورانی ماحول میں آنکھ کھولنے والی اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دامن بھی ہمیشہ کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک و صاف رہا۔

بچپن ہی سے آپ نے اسلامی اور ایمانی فضا میں اپنی گزر بسر کی۔ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بنی ہوئی مسجد میں تشریف لاتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسے وقت میں موجود رہتیں اور فیض اٹھاتیں۔ ہر چند کہ بچپن کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہی ہوتا ہے لیکن اللہ رب العزت جل شانہٗ جن مقدس بندوں کو نوازنا اور بلند مقامات پر پہنچانا ہوتا ہے وہ ابتدا ہی سے انھیں بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچپن کے اس دور کو ضائع ہونے نہیں دیا بل کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے قیمتی حافظے سے کام لیتے ہوئے بہت کچھ یاد کیا جو بعد میں امت کے لیے منافع کا سبب بنا۔

چنانچہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ: ”جب یہ آیت نازل ہوئی تھی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر ترجمہ: تو میں کھیل رہی تھی۔“ اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف میں نقل فرماتے ہیں کہ: ”ایک دفعہ کا

Marfat.com

واقعہ ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔ اُن گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کے بارے میں دریافت فرمایا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''گھوڑوں کے پر تو نہیں ہوتے۔'' تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً جواب دیا: ''کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تو تھے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے بے پناہ ذہین اور مثالی قوتِ حافظہ کی مالکہ تھیں۔

آپ کے والدِ ماجد خلیفۃ المسلمین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بڑے علم و فضل والے اور حکمت و دانائی کے مجموعہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دوسری اولاد کی طرح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی تربیت فرمائی۔ اور انھیں تاریخ و ادب کے علاوہ اُس زمانے کے ضروری علوم بھی پڑھائے۔ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو گیا اُس کے بعد بھی اُن کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تعلیم و تربیت فرماتے رہے۔

والدِ ماجد کی اِن ہی تربیت کا اثر تھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح میں آجانے کی وجہ سے مسلمان عورتوں کے زیادہ تر مسائل اور اُن کی ضروریات کی باتیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے ہی پہنچیں۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والدِ گرامی کے زیرِ سایا تعلیم و تربیت حاصل کرتی رہیں اور جلد ہی انھوں نے اپنے خداداد مثالی قوتِ حافظہ اور ذہن کی وجہ سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کر لی۔

جب آپ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں تو یہ دور اُن کی تعلیم و

Marfat.com

تربیت کا حقیقی دور بنا۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں آ کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ سیکھا وہ آج پوری امتِ مسلمہ خصوصاً مسلمان عورتوں کے لیے بھلائی اور نجات کا سامان بنا ہوا ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے معلمِ اعظم کی حیثیت سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت فرماتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جملہ ازواج کے ایک ایک فعل کی نگرانی فرماتے اور کہیں کوئی لغزش نظر آتی تو فوراً اصلاح فرماتے۔ اس سلسلے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو امتیاز حاصل ہوا وہ ایک مثال رکھتا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف نکاح کے وقت کم تھی اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے ذریعہ امت کی عورتوں کی تعلیم وتربیت کا کام لینا مقصود تھا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ رب العزت نے ذہانت عطا فرمائی تھی اس کے ہوتے آپ کے سامنے جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آتا تو آپ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسئلہ واضح فرمادیتے تو وہ انھیں ازبر کرلیتیں۔ یہی وجہ ہے حدیث کی کتابوں میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیثوں کی کافی تعداد ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم علیہم الرحمۃ کے مطابق حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی دوسرے صحابی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ حدیث روایت نہیں کی۔

شارحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ''نزہۃ القاری شرح بخاری'' میں لکھتے ہیں کہ: اِن (سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے ۲۲۱۰ رحدیثیں مروی ہیں، علما فرماتے ہیں کہ دین کا چوتھائی حصہ آپ سے مروی ہے۔'' (ص ۱۷۷) اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پڑھنے کے ساتھ لکھنا بھی سیکھا، ناظرہ قرآن پڑھا، علم انساب سے واقفیت حاصل کی، علمِ طب میں مہارت پیدا کی، شریعت

Marfat.com

کے باریک باریک نکات یاد کیے، خطابت میں عبور حاصل کیا، ضروریاتِ دین اور قرآنی ونبوی علوم میں ملکہ پیدا کیا۔ اللہ جل شانہ، نے آپ رضی اللہ عنہا کو قرآن وسنت سے مسائل کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کا شعور بخشا۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

علمی شان

امام زہری فرماتے ہیں کہ اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کا تمام امہات المومنین اور تمام خواتین کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے بڑھا رہے گا۔ آپ کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم تھا کہ حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی خطیب کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح وبلیغ نہیں دیکھا۔

(طبرانی)

حضرت امام زہری نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویوں اور اُن کے علاوہ باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔

حضرت مسروق تابعی فرماتے تھے جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاص شاگرد تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکابر صحابہ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں معلومات کیا کرتے تھے۔

(جمع الفوائد۔ الاصابہ۔ البدایہ)

حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ ہم اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کبھی علمی اُلجھن پیش آئی اور اُس کے متعلق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا تو اُن کے پاس اُس کے متعلق ضرور معلومات ملیں (جس سے مشکل حل ہوئی)۔

(جمع الفوائد ولاصابہ والبدایہ)

روایت حدیث میں تابعینِ کرام کے علاوہ بہت سے صحابہ بھی سیّدہ عائشہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا کے شاگرد ہیں۔

اکابر صحابہ کو جب بھی کوئی اشکال پیش آتا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتے، عہد صحابہ میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم، تفقہ اور تاریخ دانی مسلم تھی۔ یہاں تک کہا گیا کہ احکام شرعیہ کا چوتھائی حصہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ صحابہ کو آپ کے یہاں مشکل مسئلہ کا حل مل جاتا تھا۔ (ترمذی)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور علم الانسان میں اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا۔ وہ دوران گفتگو برموقع کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل اور مناسب وموزوں ہوا کرتا تھا۔ علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انہیں کافی مہارت تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو آپ کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن حیران ہو کر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجیت ومحبت کا شرف پایا ہے، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں۔

سنن ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے باری تعالیٰ: یوں تو میں سب ازواج سے برابر کا سلوک کرتا ہوں، مگر دل میرے بس میں نہیں کہ وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ یا اللہ اسے معاف فرما، چنانچہ مجھے اس پر بھی کوئی تعجب نہیں ہے۔ اور اس پر بھی کوئی تعجب وحیرانی نہیں ہے کہ آپ کو عرب کے اس قدر زیادہ اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار

Marfat.com

عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر ہیں، مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہوگئی؟ یہ سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطباء آپ کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے، اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کرتی تھی۔ اس لئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہوگئیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زہد و تقویٰ کی پیکر ہیں اور آپ کو عبادت الٰہی سے بے انتہا شغف رہا۔ فرض نمازوں کے علاوہ سنتیں اور نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ تہجد کی نماز اور چاشت کی نماز کا ساری عمر میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔

حج کی شدت سے پابند تھیں۔ رمضان المبارک کے علاوہ نفلی روزے بھی بڑی کثرت سے رکھتی تھیں۔ دل میں حد درجہ کا خوف خدا تھا۔ عبرت کی کوئی بات یاد آ جاتی تو بے اختیار رونے لگتیں، ایک مرتبہ فرمایا کہ میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی کہ مجھے رونا آتا ہے، ان کے ایک شاگرد نے پوچھا: یہ کیوں؟ فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا، خدا کی قسم! آپ نے کبھی دن میں دو بار سیر ہو کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جان چھڑکتی تھیں، ایک دفعہ آپ رات کے وقت اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے، جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھلی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو سخت پریشان ہوئیں، دیوانہ وار اٹھیں اور ادھر ادھر اندھیرے میں ٹٹولنے لگیں۔

اخیر ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قدم مبارک پایا، دیکھا تو آپ سر بسجود یاد الٰہی میں مشغول ہیں، اس وقت انہیں اطمینان ہوا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

آپ کی محبوب زوجہ مطہرہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم طہارت میں بہت اہتمام فرماتے تھے اور اپنی مسواک بار بار دھلوایا کرتے تھے، اس خدمت کا شرف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھا، شدت مرض میں کمزوری کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مسواک سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتے، وہ اپنے دانتوں میں چبا کر نرم کرتیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم استعمال فرماتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم احرام باندھتے یا احرام کھولتے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ کے چار واقعات بے حد اہم ہیں: (1) افک (2) ایلا (3) تحریم (4) تخییر جنگ احد میں زخمیوں کو پانی پلایا، اُمّ المومنین فطری طور پر نہایت دلیر اور نڈر تھیں، راتوں کو اٹھ کر قبرستان جاتی تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جبریل امین علیہ السلام کا سلام آتا۔ الغرض فی الحقیقت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پایۂ علم و فضل اتنا بلند تھا کہ اس کو بیان کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ یہاں ہم اسی قدر لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

اخلاقِ عالیہ

فضائل اخلاق کے لحاظ سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رتبہ بہت بلند تھا، وہ بے حد فیاض، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں، ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک لاکھ درہم بھیجے۔ انہوں نے اسی وقت مکمل رقم فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی، اس دن روزے سے تھیں، خادمہ نے عرض کیا: "ام المومنین! افطار کے لئے گوشت خرید لیا ہوتا" فرمایا: "تم نے یاد دلایا ہوتا"۔

موطا امام مالک میں روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اتنے میں ایک سائلہ نے آواز دی،

Marfat.com

انہوں نے باندی کو حکم فرمایا کہ روٹی سائلہ کو دے دے، باندی نے کہا: شام کو افطار کس چیز سے کریں گی؟ اُمّ المومنین نے فرمایا: تم یہ اسے دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت ہدیہ بھیج دیا۔ باندی سے فرمایا: دیکھو! اللہ نے روٹی سے بہتر چیز بھیج دی ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رہنے کا مکان امیر معاویہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، انہیں جو قیمت ملی وہ سب راہ خدا میں دے ڈالی۔

ام المومنین کو غیبت اور بد گوئی سے سخت اجتناب تھا، آپ سے مروی کسی حدیث میں کسی شخص کی توہین یا بد گوئی کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ وسعت قلب کا یہ عالم تھا کہ اپنی سوکنوں کی خوبیاں اور مناقب خوشدلی سے بیان کرتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تمام ازواج مطہرات کے دس دس ہزار درہم سالانہ مقرر تھے، البتہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ ہزار دینار تھے۔ سب کچھ رہنے کے باوجود سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ موٹے اور کم قیمتی کپڑے پہنتی تھیں۔ البتہ ان کپڑوں کو ارغوانی یا زعفرانی رنگ میں رنگ لیتی تھیں۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں سونے اور چاندی کی انگوٹھی بھی پہن لیتی تھیں، باریک کپڑوں سے ان کو سخت نفرت تھی۔

پردے کا اہتمام کرتیں، مدینہ منورہ میں ایک نابینا جن کا نام اسحق تھا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مسائل دریافت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سے پردہ فرماتی تھیں، اسحق نابینا نے ایک دن کہا "میں تو اندھا ہوں، آپ مجھ سے پردہ کیوں کرتی ہیں؟" جواب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "میں تو اندھی نہیں ہوں"۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلتیں بہت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "جس طرح تمام کھانوں میں بہتر ثرید ہے، اسی طرح تمام عورتوں میں بہتر عائشہ ہے"۔ آپ کی ذات گرامی خوبیوں

Marfat.com

کا مجموعہ تھی، آپ کی ایک بڑی خوبی زہد و قناعت تھی، ساری زندگی فقر و تنگدستی میں گزاری مگر ایک حرفِ شکایت زبان پر نہیں لایا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا، اسی کو دھو دھو کر پہنتی تھیں۔ کردار کا سب سے روشن پہلو، ان کی سخاوت تھی۔ نہایت دریا دل اور فیاض واقع ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت قریب سے دیکھا تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں آپ کی ہر بات بڑا وزن رکھتی ہے۔ آپ کی روایات کی بڑی اہمیت ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ عدیم المثال ایثار تھا کہ آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، شاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں استراحت فرما ہیں۔

وصال اقدس:

17 رمضان شب سہ شنبہ 57ھ یا 58ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔ (زرقانی، اکمال حاشیہ الکمال)

عالم اسلام کے لئے رشد و ہدایت، علم و فضل اور خیر و برکت کا ایک عظیم مرکز بنی رہیں۔ آپ سے 2210 (دو ہزار دو سو دس) احادیث شریفہ مروی ہیں۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ احکام شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ آپ سے منقول ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔ جس میں قاسم بن محمد، مسروق تابعی، عائشہ بنت طلحہ، ابوسلمہ، عروہ بن زبیر اور ابوموسی اشعری وغیرہ رضی اللہ عنہم بہت مشہور رہیں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب کا بیان

21۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَ

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَوْمًا: يَا عَائِشَةُ، هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُکِ السَّلَامَ۔ فَقُلْتُ: وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ، تَرَي مَا لَا أَرَي تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَ التِّرْمِذِيُّ۔

’’سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔ لیکن آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ دیکھ سکتے ہیں وہ میں نہیں دیکھ سکتی۔‘‘ اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

الحديث رقم 21: أخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: فضائل أصحاب النبی، باب: فضل عائشة، 3 / 1374، الرقم: 3557، ومسلم فی الصحيح، کتاب: فضائل الصحابة، باب: فی فضل عائشة، 4 / 1895، الرقم: 2447، والترمذی فی السنن، کتاب: الاستئذان، باب: ماجاء فی تبليغ السلام، 5 / 55، الرقم: 2693۔

22۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: أُرِيْتُکِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَي أَنَّکِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ وَ يُقَالُ: هَذِهِ امْرَأَتُکَ. فَاکْشَفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ إِنْ يَکُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

’’سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں نے خواب میں دو مرتبہ تمہیں

Marfat.com

دیکھا میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ سو پردہ ہٹا کر دیکھیے، جب میں نے دیکھا تو تم تھی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا کر کے ہی رہے گا۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحديث رقم 22: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: فضائل أصحاب النبي، باب: تزويج النبي عائشة، 3 / 1415، الرقم: 3682، وفي كتاب: النكاح، باب: قول الله ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء، 5 / 1969، ومسلم في الصحيح، كتاب: فضائل الصحابة، باب: فضل عائشة، 4 / 1889، الرقم: 2438، وأحمد بن حنبل في المسند، 6 / 41، الرقم: 24188۔

23۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَي جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْکَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ۔ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوْهَا۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ۔ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَکَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل کے لئے حضرت عمرو بن العاص کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! آپ کو انسانوں میں سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا: عائشہ، میں عرض گزار ہوا: مردوں میں سے؟ فرمایا: اس کا والد، میں نے عرض کیا: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: عمر، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

چند دیگر حضرات کے نام لئے لیکن میں اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ کہیں میرا نام آخر میں نہ آئے۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحدیث رقم 23: أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: المغازی، باب: غزوة ذات السلاسل، 4 / 1584، الرقم: 4100، ومسلم فی الصحیح، کتاب: فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبی بکر، 4 / 1856، الرقم 2384، والترمذی فی السنن، کتاب: المناقب، باب: فضل عائشة، 5 / 706، الرقم: 3885، وابن حبان فی الصحیح، 15 / 308، الرقم: 6885۔

24۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَي۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِکَ؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّکِ تَقُوْلِيْنَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَ إِذَا كُنْتِ غَضْبَي قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللهِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَکَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی کہ یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ رب محمد کی قسم! اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم! وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی کہ خدا کی قسم! یا رسول اللہ! اس وقت میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحدیث رقم 24: أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: النکاح، باب: غیرة النساء ووجدهن، 5 /

Marfat.com

2004، الرقم:4930، ومسلم فی الصحیح، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فضل عائشۃ، 4/1890، الرقم:2439، وابن حبان فی الصحیح، 16/49، الرقم:7112، وأحمد بن حنبل فی المسند، 6/61، الرقم:24363۔

25۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنے تحائف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے میرے (ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص کردہ) دن کی تلاش میں رہتے تھے، اور اس عمل سے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چاہتے تھے۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحدیث رقم 25: أخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب: قبول الھدیۃ، 2/910، الرقم:2435، ومسلم فی الصحیح، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فی فضل عائشۃ، 4/1891، الرقم: 2441، والنسائی فی السنن، کتاب: عشرۃ النساء، باب: حب الرجل بعض نساۂ أکثر من بعض، 7/69، الرقم: 3951، والبیھقی فی السنن الکبری، 6/169، الرقم: 11723۔

26۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مرض الوصال) میں (میری) باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے

Marfat.com

کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر انور میری گود میں تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کی روح مقدسہ قبض کر لی اور میرے گھر میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہوئے۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحدیث رقم 26: أخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 1/486، الرقم: 1323، ومسلم فی الصحیح، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فی فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا، 4/1893، الرقم: 2443۔

27۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها. قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَ أَنَا أَنْظُرُ إِلَي الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّي أَكُوْنَ أَنَا الَّتِي أَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَي اللَّهْوِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے لیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کھیل رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تاکہ میں ان کا کھیل دیکھتی رہوں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں سے چلی گئی۔ اب تم خود اندازہ کر لو کہ جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شائق ہو وہ کب تک دیکھے گی۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

Marfat.com

الحدیث رقم 27: أخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: النکاح، باب: نظر المرأۃ إلی الحبش ونحوھم من غیر ریبۃ، 5/ 2006، الرقم: 4938، ومسلم فی الصحیح، کتاب: صلاۃ العیدین، باب: الرخصۃ فی اللعب الذی لامعصیۃ فیہ فی أیام العید، 2/ 608، الرقم: 892، والنسائی فی السنن، کتاب: صلاۃ العیدین، باب: اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النساء إلی ذلک، 3/ 195، الرقم: 1595، وأحمد بن حنبل فی المسند، 6/ 85، الرقم: 24596، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 23/ 179، الرقم: 282۔

28۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ۔ قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قُبَيْلَ مَوْتِهَا عَلَي عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوْبَةٌ۔ قَالَتْ: أَخْشَي أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيْلَ: ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَ مِنْ وُجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ: ائْذَنُوا لَهُ؟ فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ۔ قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَي، زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَ نَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ، وَ دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَي عَلَيَّ وَ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

''امام ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ وفات سے پہلے وہ عالم نزع میں تھیں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ یہ میری تعریف کریں گے۔ حاضرین نے کہا: یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد اور سرکردہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اچھا انہیں اجازت دے دو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ

عنہا نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا: اگر پرہیز گار رہوں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ بہتر ہی رہے گا کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا انہوں نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی براءت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عباس آئے تھے وہ میری تعریف کر رہے تھے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! میں گمنام ہوتی۔'' اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 28: أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: التفسیر، باب: ولولا إذ سمعتموہ، 4/1779، الرقم: 4476

29۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ هَا مِنْ رِزْقِ اللهِ تَعَالَى إِلَّا تَصَدَّقَتْ بِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

''حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اس کو اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرما دیتیں۔'' اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 29: أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: المناقب، باب: مناقب قریش، 3/1291، الرقم: 3314

30۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ جَارًا لِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوْهُ، فَقَالَ: وَهَذِهِ لِعَائِشَةَ فَقَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله

Marfat.com

وسلم: لَا. فَعَادَ يَدْعُوْهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: وَ هٰذِهِ قَالَ: لَا. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: لَا. ثُمَّ عَادَ يَدْعُوْهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: وَ هٰذِهِ. قَالَ: نَعَمْ. فِي الثَّالِثَةِ. فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰي أَتَيَا مَنْزِلَهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ۔

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فارسی پڑوسی بہت اچھا سالن بناتا تھا، پس ایک دن اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سالن بنایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دینے کیلئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور یہ بھی یعنی عائشہ (بھی میرے ساتھ مدعو ہے یا نہیں) تو اس نے عرض کیا: نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں (میں نہیں جاؤں گا) اس شخص نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی (یعنی عائشہ) تو اس آدمی نے عرض کیا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر انکار فرما دیا۔ اس شخص نے سہ بارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی، اس نے عرض کیا: ہاں یہ بھی، پھر دونوں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک دوسرے کو تھامتے ہوئے اٹھے اور اس شخص کے گھر تشریف لے کر آئے۔‘‘ اس حدیث کو امام مسلم اور احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

الحديث رقم 30: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الأشربة، باب: مايفعل الضيف إذا تبعه غيرمن

Marfat.com

دعاہ صاحب الطعام واستحباب إذن صاحب الطعام للتابع، 3 / 1609، الرقم: 2037، وأحمد بن حنبل فی المسند، 3 / 123، الرقم: 12265۔

31۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَي النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم۔ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ زَوْجَتُکَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ۔ وَقَالَ أَبُوعِيْسَي: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ریشم کے سبز کپڑے میں (لپٹی ہوئی) ان کی تصویر لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔'' اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے نیز امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

الحدیث رقم 31: أخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: من فضل عائشۃ، 5 / 704، الرقم: 3880، وابن حبان فی الصحیح، 16 / 6، الرقم: 7094، وابن راہویہ فی المسند، 3 / 649، الرقم: 1237، والذہبی فی سیر أعلام النبلاء، 2 / 140، 141۔

32۔ عَنْ أَبِي مُوْسَي، قَالَ: مَا أَشْکَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جب کبھی بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان کے ہاں اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے۔'' اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

الحدیث الرقم 32: أخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: من فضل عائشة، 5 / 705، الرقم: 3883، والذہبی فی سیر أعلام النبلاء، 2 / 179، والمزی فی تہذیب الکمال، 12 / 423، وابن الجوزی فی صفوة الصفوة، 2 / 32، والعسقلانی فی الإصابة، 8 / 18۔

33۔ عَنْ مُوسَي بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاکِمُ۔

''حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔'' اس حدیث کو امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 33: أخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: من فضل عائشة، 5 / 705، الرقم: 3884، والحاکم فی المستدرک، 4 / 12، الرقم: 6735، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 23 / 182، والذہبی فی سیر أعلام النبلاء، 2 / 191، وأحمد بن حنبل فی فضائل الصحابة، 2 / 876، الرقم: 1646، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 9 / 243، وقال: رجاله رجال الصحیح۔

34۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها في رواية طويلة: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم قَالَ لِفَاطِمَةَ: إِنَّهَا (أي عَائِشَةَ) حِبَّةُ أَبِيکَ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ۔ ۔ ۔ الحديث۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں روایت کرتی

Marfat.com

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! بے شک عائشہ تمہارے والد کو بہت زیادہ محبوب ہے۔'' اس حدیث کو امام ابوداود نے بیان کیا ہے۔

الحدیث رقم 34: أخرجه أبوداود في السنن، کتاب: الأدب، باب: في الانتصار، 4 / 274، الرقم: 4898، والهيثمي في مجمع الزوائد، 4 / 322۔

35۔ عَنْ ذَکْوَانَ حَاجِبِ عَائِشَةَ: أَنَّهُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَي عَائِشَةَ۔ ۔ ۔ فَقَالَتْ: ائْذِنْ لَهُ إِنْ شِئْتَ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُهُ فَلَمَّا جَلَسَ، قَالَ: أَبْشِرِي، فَقَالَتْ: أَيْضًا، فَقَالَ: مَا بَيْنَکِ وَ بَيْنَ أَنْ تَلْقَي مُحَمَّدًا صلي الله عليه وآله وسلم وَ الْأَحِبَّةَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ الرُّوْحُ مِنَ الْجَسَدِ، کُنْتِ أَحَبَّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم إِلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، وَلَمْ يَکُنْ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يُحِبُّ إِلَّا طَيِّبًا وَ سَقَطَتْ قِلَادَتُکِ لَيْلَةَ الْأَبْوَاءِ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم حَتَّي يُصْبِحَ فِي الْمَنْزِلِ وَ أَصْبَحَ النَّاسُ لَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ عزوجل (فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا) فَکَانَ ذٰلِکَ فِي سَبَبِکِ، وَ مَا أَنْزَلَ اللهُ عزوجل لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنَ الرُّخْصَةِ، وَ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَکِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ جَاءَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ، فَأَصْبَحَ لَيْسَ لِلّٰهِ مَسْجِدٌ مِنْ مَسَاجِدِ اللهِ يُذْکَرُ اللهُ فِيْهِ إِلَّا يُتْلَي فِيْهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ،

Marfat.com

فَقَالَتْ: دَعْنِي مِنْكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًا۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَأَبُو يَعْلَي۔

''حضرت ذکوان جو کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دربان تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرنے کیلئے تشریف لائے۔۔۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو انہیں اجازت دے دو، راوی بیان کرتے ہیں پھر میں ان کو اندر لے آیا پس جب وہ بیٹھ گئے تو عرض کرنے لگے: اے اُمّ المومنین! آپ کو خوشخبری ہو، آپ نے جواباً فرمایا: اور تمہیں بھی خوشخبری ہو، پھر انہوں نے عرض کیا: آپ کی آپ کے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات میں سوائے آپ کی روح کے قفس عنصری سے پرواز کرنے کے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام ازواج مطہرات سے بڑھ کر عزیز تھیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے پاکیزہ چیز کے کسی کو پسند نہیں فرماتے تھے، اور ابوا والی رات آپ کے گلے کا ہار گر گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح تک گھر نہ پہنچے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح اس حال میں کی کہ ان کے پاس وضو کرنے کیلئے پانی نہیں تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی ''پس تیمم کرو پاکیزہ مٹی کے ساتھ۔'' اور یہ سارا آپ کے سبب ہوا اور یہ جو رخصت اللہ تعالیٰ نے (تیمم کی شکل میں) نازل فرمائی (یہ بھی آپ کی بدولت ہوا) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی جسے

Marfat.com

حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے پس اب اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے جس میں اس (سورۂ براءت) کی رات دن تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! بس کرو میری اور تعریف نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی (جسے کوئی نہ جانتا ہوتا)۔'' اس حدیث کو امام احمد، ابن حبان اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

الحديث رقم 35: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 1 / 276، الرقم: 2496، وابن حبان في الصحيح في الصحيح، 16 / 41، 42، الرقم: 7108، والطبراني في المعجم الكبير، 10 / 321، الرقم: 10783، و أبو يعلى في المسند، 5 / 5765، الرقم: 2648۔

36۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَي مَعْرَفَةِ فَرَسٍ وَ هُوَ يُكَلِّمُ رَجُلًا، قُلْتُ: رَأَيْتُکَ وَاضِعًا يَدَيْکَ عَلَي مَعْرَفَةِ فَرَسِ دِحْيَةَ الْکَلْبِيِّ وَ أَنْتَ تُکَلِّمُهُ، قَالَ: وَ رَأَيْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ذَاکَ جِبْرِيْلُ عليه السلام وَ هُوَ يُقْرِئُکِ السَّلَامَ، قَالَتْ: وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ، جَزَاهُ اللهُ خَيْرًا مِنْ صَاحِبٍ وَ دَخِيْلٍ، فَنِعْمَ الصَّاحِبُ وَ نِعْمَ الدَّخِيْلُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ایک آدمی سے کلام فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دحیہ کلبی کے

Marfat.com

گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ان سے کلام فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے یہ منظر دیکھا؟ آپ نے عرض کیا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں، اور اللہ تعالیٰ دوست اور مہمان کو جزائے خیر عطا فرمائے، پس کتنا ہی اچھا دوست (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس) اور کتنا ہی اچھا مہمان (حضرت جبریل علیہ السلام) ہیں۔'' اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 36: أخرجه أحمد بن حنبل فی المسند، 6/ 674، الرقم: 24506، 2/ 871، الرقم: 1635، والحمیدی فی المسند، 1/ 133، الرقم: 277، وأبو نعیم فی حلیة الأولیاء، 2/ 46، وابن الجوزی فی صفوة الصفوة، 2/ 20۔

37۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم طِيْبَ نَفْسٍ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي. فَقَالَ: اَللَّهُمَّ، اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَ مَا تَأَخَّرَ مَا أَسَرَّتْ وَمَا أَعْلَنَتْ فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ حَتَّي سَقَطَ رَأْسُهَا فِي حِجْرِهَا مِنَ الضِّحْكِ. قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: أَيَسُرُّكِ دُعَائِي. فَقَالَتْ: وَمَا لِي لَا يَسُرُّنِي دُعَاؤُکَ. فَقَالَ صلي الله عليه وآله وسلم: وَاللهِ، إِنَّهَا لَدُعَائِي لِأُمَّتِي فِي كُلِّ صَلَاةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔

Marfat.com

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشگوار حالت میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے، ظاہری و باطنی، تمام گناہ معاف فرما (ایسا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازرائے مزاح فرمایا) یہ سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی ہنسیں یہاں تک کہ ان کا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں آ پڑا (یعنی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئیں) اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میری دعا تمہیں اچھی لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی دعا مجھے اچھی نہ لگے، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک ہر نماز میں میری یہ دعا میری امت کیلئے خاص ہے۔'' اس حدیث کو امام ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 37: أخرجه ابن حبان في الصحیح، 6 / 48، الرقم: 7111، الحاکم في المستدرک، 4 / 13، الرقم: 6738، وابن أبي شیبة في المصنف، 6 / 390، الرقم: 32285، والدیلمي في مسند الفردوس، 1 / 498، الرقم: 2032، والذهبي في سیر أعلام النبلاء، 2 / 145، والهیثمي في مجمع الزوائد، 9 / 243۔

38۔ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ۔

''حضرت عطا بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر جاننے والیں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عام معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔'' اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

الحدیث رقم 38: أخرجه الحاکم في المستدرک، 4 / 15، الرقم: 6748، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 2 / 185، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 12 / 463، والمزي في تهذيب الكمال، 35 / 234، وابن عبد البر في الاستيعاب، 4 / 1883، والعسقلاني في الإصابة، 8 / 18۔

39۔ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِشِعْرٍ، وَلَا فَرِيْضَةٍ، وَلَا أَعْلَمَ بِفِقْهٍ مِنْ عَائِشَةَ۔ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔

''حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر، شعر، فرائض اور فقہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔'' اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 39: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، 5 / 276، الرقم: 26044، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 12 / 463، والمزي في تهذيب الكمال، 35 / 234، وابن عبد البر في الاستيعاب، 4 / 1883، والعسقلاني في الإصابة، 8 / 18۔

40۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم قَالَ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِيْهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَكْثَرُ مِنْ عِلْمِهِنَّ۔ رَوَاهُ

''حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اس امت کی تمام عورتوں کے جن میں امہات المومنین بھی شامل ہوں علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے۔'' اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 40: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 23 / 184، الرقم: 299، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 12 / 463، والمزي في تهذيب الكمال، 35 / 235، وابن الجوزي في صفوة الصفوة، 2 / 33، والخلال في السنة، 2 / 476، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 2 / 185، والهيثمي

Marfat.com

فی مجمع الزوائد، 9/243، وقال: رجال ہذا الحدیث ثقات۔

41۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا رَأَيْتُ خَطِيْبًا قَطُّ أَبْلَغَ وَلَا أَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ۔

''قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی بھی خطیب کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر بلاغت وفطانت (ذہانت) والا نہیں دیکھا۔'' اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 41: أخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، 23/183، الرقم: 298، والشیبانی فی الآحاد و المثانی، 5/398، الرقم: 3027، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 9/243۔

42۔ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ أَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَ لَا بِفَرِيْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَ لَا بِشِعْرٍ وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَلَا بِنَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها۔ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ۔

''حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن، فرائض، حلال وحرام، شعر، عربوں کی باتیں، اور نسب کا عالم نہیں دیکھا۔'' اس حدیث کو امام ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 42: أخرجه أبو نعیم فی حلیة الأولیاء، 2/49، 50، وابن الجوزی فی صفوة الصفوة، 2/32

43۔ عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ وَ كَانَتْ تَغْشَي عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَعَثَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا بِمَالٍ فِي غِرَارَتَيْنِ ثَمَانِيْنَ أَوْ مِائَةَ أَلْفٍ فَدَعَتْ بِطَبَقٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَاءِمَةٌ فَجَلَسَتْ تَقْسِمُ بَيْنَ

Marfat.com

النَّاسِ فَأَمْسَتْ وَ مَا عِنْدَهَا مِنْ ذٰلِكَ دِرْهَمٌ فَلَمَّا أَمْسَتْ، قَالَتْ: يَا جَارِيَةُ، هَلُمِّي فِطْرِي فَجَاءَتْهَا بِخُبْزٍ وَ زَيْتٍ، فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ ذَرَّةَ: أَمَا اسْتَطَعْتِ مِمَّا قَسَمْتِ الْيَوْمَ أَنْ تَشْتَرِي لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ نَفْطُرُ عَلَيْهِ. قَالَتْ: لَا تُعَنِّفِينِي، لَوْ كُنْتِ ذَكَّرْتِينِي لَفَعَلْتُ۔ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَابْنُ سَعْدٍ۔

''سیّدہ اُمّ ذرہ، جو کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دو تھیلوں میں آپ کو اسی ہزار یا ایک لاکھ کی مالیت کا مال بھیجا، آپ نے (مال رکھنے کے لئے) ایک تھال منگوایا اور آپ اس دن روزے سے تھیں، آپ وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئیں، پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک درہم بھی نہ بچا، جب شام ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اے لڑکی! میرے لیے افطار کیلئے کچھ لاؤ، وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی، پس اُمّ ذرہ نے عرض کیا: کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اب میرے ساتھ اس لہجے میں بات نہ کر اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کر رہی تھی) تو نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں ایسا کر لیتی۔'' اس حدیث کو امام ابونعیم اور امام ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

الحدیث رقم 43: أخرجہ أبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء، 2 / 47، و ہناد فی الزہد، 1 / 337، 338، و الذہبی فی سیر أعلام النبلاء، 2 / 187، وابن سعد فی الطبقات الکبری، 8 / 67

44۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ أَجْوَدَ مِنْ عَائِشَةَ وَ أَسْمَاءَ وَ جُوْدُهُمَا مُخْتَلِفٌ: أَمَّا عَائِشَةُ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّيْئَ إِلَي الشَّيْئِ حَتَّي إِذَا كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَهَا قَسَمَتْ وَ أَمَّا أَسْمَاءُ فَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا لِغَدٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ۔

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر سخاوت کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی اور دونوں کی سخاوت میں فرق ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھوڑی تھوڑی اشیاء جمع فرماتی رہتی تھیں اور جب کافی ساری اشیاء آپ کے پاس جمع ہو جاتیں تو آپ انہیں (غربا اور محتاجوں میں) تقسیم فرما دیتیں، جبکہ حضرت اسماء (بھی) اپنے پاس کل کیلئے کوئی چیز نہیں بچا کر رکھتی تھیں۔'' اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں بیان کیا ہے۔

الحدیث رقم 44: أخرجہ البخاری فی الأدب المفرد، 1/ 106، الرقم: 286، وابن الجوزی فی صفوۃ الصفوۃ، 2/ 58، 59۔

45۔ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: بَعَثَ مُعَاوِيَةُ إِلَي عَائِشَةَ بِطَوْقٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ جَوْهَرٌ قُوِّمَ بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَسَّمَتْهُ بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم۔ رَوَاهُ هُنَادُ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ۔

''حضرت عطا سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا

Marfat.com

جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام امہات المومنین میں تقسیم فرما دیا۔'' اس حدیث کو امام ہناد اور ابن الجوزی نے روایت کیا ہے۔

الحدیث الرقم 45: أخرجه هناد فی الزهد، 1/337، الرقم: 618، وابن الجوزی فی صفوة الصفوة، 2/29

46۔ عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها، كَانَتْ تَسْرُدُ الصَّوْمَ۔ وَ عَنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَ لَا تُفْطِرُ إِلَّا يَوْمَ أَضْحَى أَوْ يَوْمَ فِطْرٍ۔ و في رواية عنه: قَالَ: كُنْتُ إِذَا غَدَوْتُ أَبْدَأُ بِبَيْتِ عَائِشَةَ أُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَغَدَوْتُ يَوْمًا فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُسَبِّحُ وَ تَقْرَأُ: (فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ) وَ تَدْعُوْ وَ تَبْكِي وَ تُرَدِّدُهَا فَقُمْتُ حَتَّي مَلَلْتُ الْقِيَامَ فَذَهَبْتُ إِلَي السُّوْقِ لِحَاجَتِي ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ كَمَا هِيَ تُصَلِّي وَ تَبْكِي۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

''حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزے سے ہوتی تھیں۔ اور قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو افطار فرماتی تھیں۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ میں صبح کو جب گھر سے روانہ ہوتا تو سب سے پہلے سلام کرنے کی غرض سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا، پس ایک صبح میں آپ کے گھر گیا تو آپ حالت قیام میں تسبیح فرما رہی تھیں اور یہ آیہ کریمہ پڑھ رہی تھیں (فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ

Marfat.com

السَّمُوْمِ) اور دعا کرتی اور روتی جا رہی تھیں اور اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھیں، پس میں (انتظار کی خاطر) کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں کھڑا ہو ہو کر اکتا گیا اور اپنے کام کی غرض سے بازار چلا گیا، پھر میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ اسی حالت میں کھڑی نماز ادا کر رہیں ہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں۔'' اس حدیث کو امام عبدالرزاق، امام بیہقی اور ابن جوزی نے روایت کیا ہے یہ الفاظ ابن جوزی کے ہیں۔

الحدیث رقم 46: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، 2 / 451، الرقم: 4048، والبيهقي في شعب الإيمان، 2 / 375، الرقم: 2092، وابن أبي عاصم في كتاب الزهد، 1 / 164، وابن الجوزي في صفوة الصفوة، 2 / 31۔

سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت میں احادیث اور آثار

(۱) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے عائشہ یہ جبریل ہیں جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں میں نے کہا و (علیہ السلام) ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جس کو میں نہیں دیکھ سکتی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۶۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۷، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۵۲۳۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۵۴۹۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۹۶)

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مردوں میں بہت کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل ہیں اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۶۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۸۳۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۶۸۱۷، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۳۵۶)

1834

Marfat.com

گوشت کے بنے ہوئے سالن میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر بھگو لیے جائیں تو اس کو ثرید کہتے ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۰۵) خلاصہ یہ ہے کہ گوشت کا سالن یعنی ثرید تمام کھانوں کا سردار ہے اسی طرح سیّدہ عائشہ دنیا اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ سیّدہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں کیونکہ ایمان والیوں کی دونوں سردار ہیں۔

(۳) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۶، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۸۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۲۸۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۶۶۹۲)

(٤) قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیمار ہوئیں تو حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے ان سے کہا آپ تو ان کے پاس جارہی ہیں جو بہت سچے ہیں، یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۱، مسند ابویعلی رقم الحدیث: ۲۶۴۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۴۹۶)

(٦) عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت اسماء (رضی اللہ عنہ) سے عاریۃً ہار لیا وہ گم ہوگیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تلاش کرنے کے لیے اپنے اصحاب کو روانہ کیا پھر نماز کا وقت آگیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی، جب وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے اس چیز کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت

Marfat.com

نازل فرمائی، تب حضرت اسید بن حضیر نے کہا اللہ آپ کو (سیّدہ عائشہ کو) جزاء خیر دے آپ پر جب بھی کوئی آفت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اس سے نجات کی راہ نکال دی اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھ دی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۶۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۰، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۲۹۹)

(۷) عروہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرض الموت میں تھے تو باری باری اپنی ازواج کے پاس جاتے اور فرماتے میں کل کس کے ہاں ہوں گا میں کل کس کے ہاں ہوں گا؟ آپ سیّدہ عائشہ کے حجرے میں جانے پر حریص تھے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا جب میری یاد آئی تو آپ پرسکون ہو گئے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۴)

(۸) عروہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں ہدیے اور تحفے پیش کرنے کے لیے اس دن کے انتظار میں رہتے تھے جب آپ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرے میں ہوں، سیّدہ عائشہ نے کہا پس میری سہیلیاں (سوکنیں) سیّدہ اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہ) کے گھر جمع ہوئیں اور انہوں نے کہا: اے اُمّ سلمہ اللہ کی قسم مسلمان اپنے ہدیے بھیجنے کے لیے سیّدہ عائشہ کی باری کا انتظار کرتے ہیں اور ہم بھی اسی طرح اچھائی چاہتے ہیں جس طرح سیّدہ عائشہ اچھائی چاہتی ہیں پس تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ کہو کہ آپ لوگوں کو یہ حکم دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں یا جس زوجہ کی باری میں ہوں وہ آپ کو ہدیے پیش کریں، سیّدہ اُمّ سلمہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ عرض کیا وہ کہتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ سن کر مجھ سے منہ پھیر لیا جب آپ میری طرف مڑے تو میں نے دوبارہ یہی عرض کیا آپ نے پھر مجھ سے منہ پھیر لیا جب میں نے تیسری بار یہ

Marfat.com

عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے اُمّ سلمہ مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ پہنچاؤ بے شک تم میں سے کسی زوجہ کے بستر پر میری طرف وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہ کے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۹۵۱، ۳۹۴۴)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایذاء پہنچانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا پہنچانا ہے۔

(۹) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا تم مجھے مسلسل تین راتیں خواب میں دکھائی گئیں میرے پاس ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں تمہاری تصویر لے کر آیا، وہ یہ کہتا تھا یہ تمہاری زوجہ ہے میں نے تمہارے چہرے کو کھولا تو وہ تم تھیں پھر میں یہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو سچا کر دے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۱۶۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۳۸، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۰۹۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۶۴۶۴۳)

(۱۰) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بے شک میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو سیّدہ عائشہ کہتی ہیں میں نے پوچھا آپ کو اس کا کیسے پتا چلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو رب محمد کی قسم اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم سیّدہ عائشہ نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم یارسول اللہ میں صرف آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۶۶۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۴۳۹)

(۱۲) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس میری سہیلیاں آتی تھیں وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھ کر شرم یا خوف سے چھپ جاتی

Marfat.com

تھیں پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو میرے پاس بھیج دیتے تھے پھر وہ آ کر میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۱۳۰، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۴۴۰، مسند احمد رقم الحدیث:۲۴۸۰۲)

(۱۲) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زوجہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج نے سیّدہ فاطمہ بنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بھیجا انہوں نے آپ سے اجازت طلب کی اس وقت آپ میرے ساتھ میرے بستر پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ان کو اجازت دی انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی ازواج نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی (سیّدہ عائشہ) کے معاملہ میں انصاف کا سوال کرتی ہیں میں خاموش رہی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: اے میری بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ سیّدہ فاطمہ نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا پھر اس سے محبت کرو سیّدہ عائشہ کہتی ہیں کہ جب سیّدہ فاطمہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سنا تو وہ اٹھ کر چلی گئیں، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج کے پاس جا کر ان کو خبر دی کہ انہوں نے کیا کہا تھا اور اس کے جواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا فرمایا، پھر ازواج نے ان سے کہا آپ نے تو ہمارا کوئی کام نہیں کیا، آپ دوبارہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ آپ کی ازواج آپ کو ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرنے کی قسم دیتی ہیں، سیّدہ فاطمہ نے کہا اللہ کی قسم میں اس معاملہ میں اب آپ سے بالکل بات نہیں کروں گی، سیّدہ عائشہ نے کہا پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج نے آپ کی زوجہ سیّدہ زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہ) کو آپ کے پاس بھیجا اور یہ وہ تھیں جو باقی ازواج میں سے خود کو

Marfat.com

مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک برتر سمجھتی تھیں، اور میں نے نیکی اور پرہیز گاری میں سیّدہ زینب کی مثل کوئی عورت نہیں دیکھی اور نہ ان سے بڑھ کر سچی، صلہ رحم کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی اور تواضع اور انکسار کرنے والی اور اللہ کی عبادت کرنے والی، ماسوا اس کے کہ ان کی زبان میں تیزی تھی، وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت طلب کی، اس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ ان کے بستر پر اسی حالت میں تھے جس حالت میں سیّدہ فاطمہ نے ان کو دیکھا تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو اجازت دی انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ کی ازواج نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرنے کا سوال کرتی ہیں پھر انہوں نے میری طرف رخ کیا اور مجھ سے لمبی اور تیز گفتگو کی اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور آپ کی نظروں کی طرف دیکھ رہی تھی آیا آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں پھر ابھی سیّدہ زینب وہیں تھیں کہ میں نے جان لیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بدلہ لینے کو ناپسند نہیں کریں گے پھر جب میں نے جواب دینے شروع کیے تو سیّدہ زینب وہاں نہیں ٹھہر سکیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسکرا کر فرمایا: آخر ابو بکر کی بیٹی ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۹۴۴)

(۱۳) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجسس سے پوچھتے تھے کہ آج کہاں رہوں گا؟ اور میں کل کہاں رہوں گا؟ سیّدہ عائشہ کی باری کو آپ دیر میں گمان کر رہے تھے، جس دن اللہ نے آپ کی روح قبض کی اس وقت میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۷۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۳)

Marfat.com

(۱۴) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ وفات سے پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے کان لگا کر سنا تو آپ فرمارہے تھے اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۴۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۹۹، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۷۱۰۵)

(۱۵) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میں ہمیشہ یہ سنا کرتی تھی کہ نبی اس وقت ہرگز فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے سو میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مرض الموت میں یہ سنا اس وقت آپ بھاری آواز سے یہ فرمارہے تھے:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (النساء: ۶۹)

ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے جو انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں۔

اس وقت میں نے یہ گمان کیا کہ اب آپ کو اختیار دے دیا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۳۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۱۷۸، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۱۰۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۶۲۰)

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تندرست تھے تو یہ فرمارہے تھے کسی نبی کی اس وقت تک روح نہیں قبض کی گئی جب تک کہ اس کو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا نہیں دیا گیا، پھر اس کو موت کا اختیار دیا جاتا ہے، سیّدہ عائشہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض الموت طاری ہوا تو آپ کا سر میرے زانو پر تھا، آپ پر ایک ساعت غشی طاری

Marfat.com

ہوئی پھر آپ کو ہوش آ گیا پھر آپ کی نظر چھت کی طرف جا لگی، پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! الرفیق الاعلیٰ سیّدہ عائشہ نے کہا پھر میں نے دل میں سوچا اب آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے، سیّدہ عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات کی وہ یہی تھی اللھم الرفیق الاعلیٰ (یعنی اے اللہ مجھے اعلیٰ علیین میں انبیاء کی رفاقت عطا فرمانا) (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٤٦٣، صحیح مسلم رقم الحدیث المسلسل: ٦١٨٠، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٤٩٩، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٧١٠٥)

(۱۷) حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہمیں کبھی بھی کوئی مسئلہ مشکل پیش آیا مگر ہمیں سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے ان کا علمی حل مل جاتا تھا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٨٨٣، المستدرک ج ٤ ص ١١ قدیم)

(۱۸) حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنایا، جب میں واپس آیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ، میں نے پوچھا اور مردوں میں! آپ نے فرمایا: ان کے والد، میں نے پوچھا پھر کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا عمر، پھر آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے پھر میں اس خوف سے خاموش رہا کہ میرا نام سب کے آخر میں آئے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٣٥٨، صحیح رقم الحدیث: ٢٣٨٤، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٨٨٥، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٨١١٧ مسند احمد رقم الحدیث: ٢٣٨٤، عالم الکتب، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٦٨٨٥، سنن بیہقی ج ١٠ ص ٢٣٣، شرح السنۃ رقم الحدیث: ٣٨٦٩، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ٣ ص ١٠٩ رقم الحدیث: ٦٠٤، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢١ھ الطبقات الکبریٰ ج ٨ ص ٥٣)

(۱۹) عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو برا کہا تو انہوں نے اس سے

Marfat.com

کہا تم دفع ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہاری صورت خراب ہو اور تم پر کتے بھونک رہے ہوں تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبوبہ کو اذیت پہنچا رہے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۸۵، الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۵۲ طبع جدید دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ۴۶ ص ۳۱۴۔ ۳۱۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

(۲۰) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ پوچھا مردوں میں؟ آپ نے فرمایا: ان کے باپ!

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۹۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۰۱ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۱۰۷)

(۲۱) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حجرے میں فوت ہوئے اور میری باری میں فوت ہوئے اور میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے فوت ہوئے، اور آپ کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے لعاب ذہن اور آپ کے لعاب دہن کو جمع کر دیا، عبدالرحمان بن ابوبکر مسواک ہاتھ میں لیے ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں، میں نے جان لیا کہ آپ مسواک کو پسند کر رہے ہیں میں نے پوچھا کہ آیا میں آپ کے لیے یہ مسواک لوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے ہاں فرمایا، میں نے ان سے مسواک لے کر (اور اس کے سر کو کاٹ کر) آپ کو دی آپ کو وہ سخت لگی میں نے پوچھا آیا میں اس کو آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا ہاں پھر میں نے اس کو (اپنے منہ میں چبا کر) نرم کر دیا، آپ پانی کے ڈونگے میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے پر پھیرتے اور

Marfat.com

فرماتے لا الہ الا اللہ بے شک موت کی سختیاں ہیں پھر آپ نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے فرمایا: الرفیق الاعلیٰ میں حتیٰ کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۴۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۳، مختصر تاریخ دمشق ج ۲ ص ۳۷۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۴ھ کنز العمال رقم الحدیث: ۳۷۷۸۴)

(۲۲) مسروق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا میں نے جبریل (علیہ السلام) کو اپنے اس حجرہ میں کھڑے ہوئے دیکھا وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے جب آپ حجرہ میں داخل ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون تھے؟ آپ نے پوچھا: تم نے ان کو کس کے مشابہ پایا؟ میں نے کہا: دحیہ کلبی کے آپ نے فرمایا تم نے خیر کثیر کو دیکھا ہے یہ جبریل (علیہ السلام) تھے وہ بہت تھوڑی دیر ٹھہرے تھے حتی کہ آپ نے فرمایا یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہہ رہے ہیں میں نے کہا وعلیہ السلام داخل ہونے والے کو اللہ تعالیٰ نیک جزا دے۔ (المعجم الکبیر ج ۱۶ ص ۹۵ مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۶، المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۸۲)

(۲۳) ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بیماری کے ایام میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، سیّدہ عائشہ نے اجازت نہیں دی، پھر آپ کے بھتیجوں نے کہا آپ ان کو اجازت دے دیں وہ آپ کے نیک بیٹوں میں سے ہیں، سیّدہ عائشہ نے کہا ان کی تعریف و توصیف کو چھوڑو وہ مسلسل ان کو اجازت دینے کے لیے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے اجازت دے دی، جب وہ آ گئے تو حضرت ابن عباس نے کہا آپ کا نام ام المومنین ہے تو آپ مجھ پر شفقت کریں، آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کا یہ نام تھا، اور آپ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج میں سب سے زیادہ محبوب تھیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی چیز سے محبت کرتے تھے جو پاکیزہ ہو اور آپ اور آپ کے دوستوں کے درمیان صرف آپ کی حیات حجاب اور مانع ہے لیلۃ الابواء میں آپ

Marfat.com

کا ہار گر کر گم ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیے خیر رکھ دی، سو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرما دی اور آپ کی برات میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں کی تمام مساجد میں دن اور رات کے اوقات میں ان آیات کی تلاوت کی جاتی ہے، آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! میری تعریف اور توصیف کو چھوڑو میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش میں بھولی بسری ہوتی۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۰، حلیۃ اولاولیا، ج ۲ ص ۴۵، صحیح ابن حیان رقم الحدیث: ۷۱۰۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۷۸۳، المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۸۶، الطبقات الکبریٰ ج ۷ ص ۶۰۔ ۵۹ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

(۲۴) عبدالرحمان بن ضحاک بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان اور ایک شخص سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے سیّدہ عائشہ نے ان میں سے کسی ایک سے کہا: اے فلاں! کیا حفصہ کی حدیث تم کو معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں اے اُمّ المومنین عبداللہ بن صفوان نے کہا: اے اُمّ المومنین حصہ کی حدیث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مریم بنت عمران کے علاوہ مجھ سے پہلے کسی عورت کو نو اوصاف نہیں دیئے گئے، اور اللہ کی قسم میں اپنی سوکنوں پر فخر کرنے کے لیے یہ بات نہیں کہہ رہی، عبداللہ بن صفوان نے کہا: اے اُمّ المومنین وہ نو اوصاف کیا ہیں؟ سیّدہ عائشہ نے فرمایا:

(۱) فرشتہ میری تصویری لے کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا۔ (۲) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس وقت مجھ سے نکاح کیا جب میری عمر سات سال تھی۔ (۳) نو سال کی عمر میں میری آپ کی طرف رخصتی کی گئی۔ (۴) آپ کے نکاح میں صرف میں کنواری خاتون تھی۔ (۵) میں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک لحاف میں ہوتے تھے، پھر بھی آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ (۶) میرے متعلق قرآن مجید کی ایسی آیات نازل ہوئیں کہ اگر وہ آیات نازل نہ ہوتیں تو امت ہلاک ہو جاتی (مثلاً تیمم اور حد قذف کی مشروعیت) (۷) میں نے

Marfat.com

جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا اور میرے علاوہ آپ کی ازواج میں سے اور کسی نے حضرت جبریل کو نہیں دیکھا۔ (۸) میرے حجرے میں آپ کی روح قبض کی گئی۔ (۹) جس وقت آپ کی روح قبض کی گئی تو میرے اور فرشتے کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

(المستدرک ج ۲ ص ۱۰۱، قدیم المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۰، جدید، الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۴۱)

(۲۵) عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ اُمّ المومنین سے زیادہ کسی کو حلال، حرام، علم شعر اور طب کا جاننے والا نہیں دیکھا۔

(المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۳، سیر النبلاء ج ۲ ص ۱۸۲)

(۲۶) زہری بیان کرتے ہیں اگر تمام لوگوں کا علم اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج کا علم جمع کیا جائے تب بھی سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا علم ان سب سے زیادہ ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴۳، المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۴)

(۲۷) مسلم بیان کرتے ہیں کہ مسروق سے پوچھا گیا کہ سیّدہ عائشہ کو فرائض کا بہت اچھا علم تھا؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بڑے بڑے اصحاب کو سیّدہ عائشہ سے فرائض (علم وراثت) کے متعلق سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(سنن الداری رقم الحدیث: ۶۸۵۹، الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۵۳۔۵۲، المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۶)

(۲۸) احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے خطبات سنے ہیں اور آج تک بعد کے خلفاء کے خطبات سنے ہیں میں نے کسی مخلوق کے منہ سے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرح عظیم اور حسین کلام نہیں سنا۔ (المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۲)

Marfat.com

(۲۹) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی ازواج میں سے کون کون جنت میں ہوں گی؟ فرمایا تم بھی ان ہی میں سے ہو۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(المعجم لکبیر ج ۲۳ ص ۹۹، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۰۹۶، المستدرک رقم الحدیث: ۶۸۰۳)

(۳۰) عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے سیّدہ عائشہ نے وہ تمام درہم تقسیم کردیئے حتیٰ کہ ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہیں بچا۔ حضرت بررہ نے کہا آپ روزے سے ہیں آپ نے ایک درہم کیوں نہ بچالیا، میں اس کا آپ کے لیے گوشت خرید لیتی! فرمایا: اگر تم پہلے یاد دلاتیں تو میں ایسا کر لیتی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۷)

(۳۲) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میرے والدین حضرت ابوبکر اور سیّدہ اُمّ رومان (رضی اللہ عنہ) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہماری خواہش ہے کہ آپ عائشہ کے لیے دعا کریں جس کو ہم بھی سنیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا کی: اے اللہ عائشہ بنت ابی بکر کی مغفرت فرما ایسی مغفرت جو ظاہر اور باطن امور میں واجب ہو، سیّدہ عائشہ کے والدین نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعا کے حسن پر متعجب ہوئے آپ نے فرمایا تم اس دعا پر تعجب کر رہے ہو، میری یہ دعا ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کے وحدہ لا شریک ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہو۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۱۱۱، المستدرک رقم الحدیث: ۶۷۹۸)

(۳۳) عروہ بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی تھیں کہ جس حجرے میں حضرت عمر اپنے دو صاحبوں کے ساتھ مدفون ہیں میں حضرت عمر سے حیاء کی وجہ سے اس حجرے میں بہت اچھی طرح کپڑے لپیٹ کر جاتی تھی، اس حدیث کی

Marfat.com

سند صحیح ہے۔ (المستدرک رقم الحدیث: ٦٧٨١)

(٣٤) قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) اپنے دل میں یہ سوچتی تھیں کہ ان کے حجرے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن کیا جائے پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ایسے حادثات ہوئے کہ سیّدہ عائشہ نے فرمایا مجھے دیگر ازواج کے ساتھ دفن کردینا (دوسری روایات میں ہے تاکہ مجھے دوسری ازواج سے برتر نہ سمجھا جائے) پھر آپ کو بقیع میں دفن کردیا گیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ (المستدرک رقم الحدیث: ٢٧٧٧)

(٣٥) عمرۃ بنت عبدالرحمن بیان کرتی ہے کہ میں نے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے یہ سنا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نبوت کے دسویں سال میں ہجرت سے تین سال پہلے مجھ سے نکاح کیا اس وقت میری عمر چھ سال تھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بارہ ربیع الاول پیر کے دن ہجرت کر کے مدینہ آگئے اور ہجرت کے آٹھ مہینے بعد میری رخصتی ہوگئی اور جس دن مجھے آپ کے پاس پیش کیا گیا اس دن میری عمر نو سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ ج ٨ ص ٤٦، صحیح بخاری رقم الحدیث: ٥١٣٤، صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٤٢٢،
سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٢١٢١، سنن دارمی رقم الحدیث: ٢٢٦٦، مسند حمیدی رقم الحدیث: ٢٣١،
صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٧٠٩٧)

حافظ ابن عساکر نے سیّدہ عائشہ کے نکاح کی پوری تفصیل بیان کی ہے کہ حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ چاہیں تو بیوہ سے نکاح کرلیں اور چاہیں تو کنواری سے نکاح کرلیں، آپ نے پوچھا بیوہ کون ہے اور کنواری کون ہے، انہوں نے کہا بیوہ حضرت سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری عائشہ بنت ابوبکر ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان دونوں سے میرا ذکر کرو، جب حضرت خولہ نے حضرت ابوبکر سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا وہ تو آپ کی بھتیجی ہے آپ

Marfat.com

نے فرمایا وہ میرے نسبی بھائی نہیں ہیں میرے دینی بھائی ہیں پھر آپ کا سیّدہ عائشہ سے نکاح ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور حضرت سودہ بنت زمعہ سے بھی نکاح ہو گیا اور جب سیّدہ عائشہ کی عمر نو سال کی ہوئی تو ان کی رخصتی ہو گئی۔

(تاریخ دمشق الکبیر ملخصاً، ج ۳ ص ۱۰۸۔۱۰۷، رقم الحدیث: ۶۰۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

(۳۶) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری سیّدہ عائشہ کو ھبہ کر دی تھی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت سودہ کی باری کے دن بھی سیّدہ عائشہ کے پاس رہتے تھے اور حضرت سودہ کی باری کے دن بھی۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۵۰ تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۱۰۸، ۱۴۲۱ھ)

(۳۷) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے تو میں گڑیوں سے کھیل رہی تھیں، آپ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا گھوڑا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۴۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

(۳۸) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے اور کہا میں تمہارے سامنے ایک چیز پیش کرتا ہوں تم اس میں عجلت نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا حالانکہ آپ کو خوب معلوم تھا کہ میرے والدین آپ سے علیحدگی کا مشورہ نہیں دیں گے۔ میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے تو آپ نے یہ آیات پڑھیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ

Marfat.com

فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا

(الاحزاب:۲۹-۲۸)

اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامان نفع دے کر اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے لیے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

سیّدہ عائشہ نے کہا آپ کس چیز میں مجھے اپنے والدین سے مشورہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں، پھر باقی ازواج مطہرات نے بھی میری طرح جواب دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٧٨٦، ٤٧٨٥، صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٤٧٥، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٣١٨، سنن النسائی رقم الحدیث: ٢١٣١، مسند احمد رقم الحدیث: ٢٦٦٣٧، الطبقات الکبریٰ ج٨ ص٥٤)

(۳۹) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سات ایسی صفات عطا کی ہیں جو مریم بن عمران کے سوا دنیا کی کسی عورت کو عطا نہیں کیں اور میں یہ بات دیگر ازواج پر اپنا فخر ظاہر کرنے کے لیے ہی نہیں کہہ رہی، عبداللہ بن صفوان نے کہا: اے اُمّ المومنین وہ کیا صفات ہیں آپ نے فرمایا: (۱) فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا۔ (۲) سات سال کی عمر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے نکاح کیا اور نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی اور میرے سوا آپ کی کوئی کنواری بیوی نہیں تھی۔ (۳) میں آپ کے ساتھ بستر میں ہوتی تھی اس وقت بھی آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ (٤) میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کو محبوب تھی اور میں اس شخص کی بیٹی تھی جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ (٥) اور میرے متعلق قرآن مجید میں ان

Marfat.com

امور پر آیات نازل ہوئیں جن میں امت ہلاک ہو رہی تھی۔ (٦) میں نے جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا اور میرے علاوہ اور کسی زوجہ نے جبریل کو نہیں دیکھا۔ (٧) میرے حجرے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح قبض کی گئی اس وقت میرے اور فرشتے کے علاوہ اور کوئی آپ کے قریب نہیں تھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (المعجم الکبیر ج ٢٢ ص ٣١، مجمع الزوائد ج ٩ ص ٢٤١)

(جن روایات میں چھ سال کی عمر میں نکاح کا ذکر ہے وہ راجح ہیں)

(٤٠) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سترہ رمضان اٹھاون ہجری کو منگل کے دن وتر پڑھنے کے بعد وصال فرما گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے پڑھائی، سالم نے کہا جتنے مسلمان آپ کی نماز جنازہ میں تھے اس سے پہلے اتنے مسلمان کسی کی نماز جنازہ میں نہ تھے، آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا، آپ کی عمر چیاسٹھ سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ ج ٨ ص ٦٢، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ٣ ص ١١١، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ١٤٢١ھ، الاصابہ ج ٨ ص ٢٣٥، رقم: ١٤٢١، مطبوعہ ١٤١٥ھ، اسد الغابہ ج ٧ ص ١٨٩، رقم: ٧٠٩٣، بیروت ١٤١٥ھ، الاستیعاب ج ٤ ص ٤٣٩-٤٣٨، رقم: ٣٤٦٣، بیروت، ١٤١٥ھ)

سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر تہمت کی مفصل حدیث

عروہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرماتے''پس جس کا قرعہ نکل آتا اس کو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے' سیّدہ عائشہ نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک غزوہ (غزوہ بنو مصطلق) میں ازواج کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ

Marfat.com

اندازی کی تو میرا قرعہ نکل آیا، سو میں حجاب (پردہ) کے احکام نازل ہوا، اور الدمیاطی نے کہا صحیح یہ ہے کہ پردہ کا حکم چار ہجری میں نازل ہوا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غزوہ بنو المصطلق کے لئے شعبان پانچ ہجری میں نکلے تھے اور اسی میں یہ تہمت والا واقعہ پیش آیا تھا۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۳۹۹-۳۹۸ بیروت، ۱۴۲۰ھ) مجھے ھودج (کجاوہ، پالان) میں بٹھایا جاتا اور ھودج سے اتارا جاتا، ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات آپ نے کوچ کا حکم دیا، جب آپ نے کوچ کا حکم دیا تو قضاء حاجت کو گئی اور لشکر سے دور نکل گئی جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوگئی تو میں اپنے کجاوہ کی طرف بڑھی، اچانک مجھے معلوم ہوا کہ میرا سیپوں کا ہار ٹوٹ کر گر گیا، میں نے وہ ہار تلاش کیا اور اس نے تلاش نے مجھے روک لیا، اور وہ لوگ جو میرے ھودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھتے تھے انہوں نے ھودج کو اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا، ان کا یہ گمان تھا کہ میں ھودج میں بیٹھی ہوئی ہوں، اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں ان پر گوشت چڑھا ہوا نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت تھوڑا کھانا کھاتی تھیں، اس لئے جب لوگوں نے میرے ھودج کو اٹھایا تو وہ ان کو خلاف معمول نہیں لگا، اور میں اس وقت کم عمر لڑکی تھی، انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہو گئے، ادھر لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا میں اپنی پڑاؤ میں پہنچی وہاں پر کوئی بلانے والا تھا نہ جواب دینے والا، میں نے اس جگہ کا قصد کیا جہاں پر میں پہلے ٹھہری ہوئی تھی، میرا یہ گمان تھا کہ عنقریب وہ مجھے گم پائیں گے تو وہ واپس میری طرف آئیں گے، میں اس جگہ بیٹھی ہوئی تھی حتیٰ کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گئی، اور حضرت صفوان بن المعطل السلمی الذکوانی (رضی اللہ عنہ) لشکر کے پیچھے تھے تاکہ لشکر کی کوئی چیز پیچھے رہ جائے تو وہ اس کو ساتھ لے آئیں وہ رات کو چلتے رہے حتیٰ کہ صبح کے وقت

Marfat.com

اس جگہ پہنچے جہاں میں سوئی ہوئی تھی، انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کو دیکھا وہ میرے پاس آئے اور جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے پہنچان لیا، پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا، جب انہوں نے مجھے پہچانا تو کہا انا اللہ وانا الیہ رجعون یہ سن کر میں بیدار ہوگئی، میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، اور اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور سوائے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہنے کے میں نے ان سے کوئی بات نہیں سنی حتیٰ کہ انہوں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا، اور اس میں اس پر سوار ہوگئی، وہ اونٹنی کو کھینچتے ہوئے آگے آگے چلے، حتیٰ کہ ہم اس وقت لشکر کے پاس پہنچے جب وہ دوپہر کے وقت سائے میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، پس جو ہلاک ہوا وہ ہلاک ہوگیا، اور جس نے اس تہمت کو پھیلانے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا، ہم مدینہ میں پہنچے، مدینہ پہنچنے کے بعد میں ایک ماہ تک بیمار رہی، اور لوگوں میں اس تہمت کا چرچا رہا، مجھے اس میں سے کسی بات کا پتا نہیں تھا اور میری بیماری کے ایام میں مجھ پر توجہ کیا کرتے تھے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر تشریف لاتے اور پوچھتے تمہارا کیا حال ہے اور پھر واپس تشریف لے جاتے، اس سے مجھے رنج ہوتا تھا اور مجھے کسی خرابی کا پتا نہیں تھا، حتیٰ کہ ایک دن میں کمزوری کی حالت میں نکلی، میرے ساتھ مسطح کی ماں بھی میدان کی طرف گئیں اور یہ میدان ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی اور ہم صرف رات کے وقت ہی وہاں جاتے تھے، اس وقت تک ہمارے گھروں میں بیت الخلاء بنے ہوئے نہیں تھے، اور ہمارا معمول عرب کے پہلے لوگوں کی طرح تھا ہم رفع حاجت کے لئے میدان میں جاتے تھے، اور گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں اذیت ہوتی تھی، حضرت مسطح کی ماں جو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی خالہ تھیں، میں اور وہ میدان میں گئے اور فراغت کے بعد جب ہم لوٹ رہے تھے تو مسطح کی ماں چادر میں

Marfat.com

الجھ کر لڑکھڑا گئیں، انہوں نے کہا مسطح ہلاک ہو جائے، میں نے ان سے کہا آپ نے بری بات کہی ہے کیا آپ ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں جو مجاہدین بدر سے ہے، انہوں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا وہ کیا کہتا ہے! میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے، تب انہوں نے مجھے تہمت لگانے والوں کی بات سنائی، پھر میری بیماری کے اوپر مزید بیماری بڑھ گئی، سیّدہ عائشہ نے فرمایا جب میں اپنے گھر لوٹی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے، آپ نے سلام کیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کیا آپ مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ سیّدہ عائشہ نے کہا میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جا کر ان سے اس خبر کی تحقیق کروں گی، سیّدہ عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے ماں باپ کے پاس گئی، میں نے ماں سے پوچھا، اے امی جان! یہ لوگ کیس باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے بیٹی! حوصلہ رکھو، کم ہی کوئی حسین عورت ہوگی جو اپنے شوہر کے نزدیک محبوب ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر وہ اس پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ! کیا واقعہ لوگ ایسی باتیں کر رہے ہیں! میرے آنسو تھمتے نہیں تھے اور میں نیند کو سرمہ نہیں بنا سکی، حتیٰ کہ مجھے روتے روتے صبح ہو گئی، ادھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا جب کہ وحی میں تاخیر ہو گئی تھی اور آپ ان سے اپنی اہلیہ کو الگ کرنے کے متعلق مشورہ کر رہے تھے، رہے حضرت اسامہ بن زید تو انہوں نے اس چیز کی طرف اشارہ کیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کی اہلیہ اس تہمت سے بری ہیں، اور جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کو اپنی اہلیہ سے کس قدر محبت ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کی اہلیہ کے متعلق سوا خیر اور نیکی کے اور کوئی بات نہیں جانتے، رہے حضرت علی ابن ابی طالب تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

آپ پر کوئی تنگی نہیں کی اور سیّدہ عائشہ کے علاوہ اور بہت عورتیں ہیں اور آپ ان کی باندی (نوکرانی) سے پوچھیں وہ آپ کو سچ سچ بتائیں گی، سیّدہ عائشہ نے کہا پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت بریرہ (رضی اللہ عنہ) کو بلایا آپ نے فرمایا اے بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تم کو شک میں ڈالے؟ حضرت بریرہ نے کہا نہیں! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے اس سے زیادہ ان کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، وہ آٹا گوندھتے گوندھتے سو جاتی ہیں، اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کی شکایت کی، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے منبر پر کھڑے ہوئے ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! اس شخص کے خلاف میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت رسانی میرے گھر تک پہنچ گئی ہے، سو میں نے اپنی اہلیہ پر سوائے خیر کے اور کوئی چیز نہیں جانی اور جس شخص کو انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق بھی میں نے سوائے خیر کے اور کوئی چیز نہیں جانی اور وہ میرے گھر میں صرف میرے ساتھ ہی گیا ہے، تب حضرت سعد بن معاذ انصاری (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور کہا اس معاملہ میں، میں آپ کی مدد کروں گا، اگر (قبیلہ) اوس میں سے کسی نے آپ کو ضرور پہنچایا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائیوں میں سے (قبیلہ) خزرج میں سے کسی نے ضرر پہنچایا ہے تو آپ ان کے خلاف ہمیں حکم دیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے، پھر قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے اور اس سے پہلے وہ ایک نیک شخص تھے لیکن عصبیت نے ان کو بھڑکا دیا، انہوں نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے! تم اس کو قتل نہیں کر سکتے اور نہ تم اس کو قتل کرنے پر قادر ہو، پھر حضرت سعد بن معاذ کے عم زاد حضرت اُسید بن حضیر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے حضرت

Marfat.com

سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے، ہم اس کو ضرور قتل کریں گے، تم منافق ہو اور منافقین کی طرف سے جھگڑ رہے ہو، پھر دونوں قبیلے اوس اور خزرج جوش میں آ گئے، حتیٰ کہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان کے سامنے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر پر کھڑے ہوئے تھے، پھر رسول الہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو مسلسل ٹھنڈا کرتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی خاموش ہو گئے، سیّدہ عائشہ نے کہا اس پورے دن میری آنکھوں سے آنسو نہیں رکے، اور میں نے نیند کو سرمہ نہیں بنایا، صبح کو میرے پاس میرے والدین بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دو راتیں اور ایک دن رو رو کر گزارے تھے، میں نے نیند کو سرمہ نہیں بنایا تھا نہ میرے آنسو رکھے تھے، میرے والدین یہ گمان کر رہے تھے کہ میرا رونا میرے جگر کو پاش پاش کر دے گا، جس وقت میرے ماں باپ میرے بیٹھے ہوئے تھے اور رو رہی تھی انصار کی ایک خاتون نے آنے کی اجازت طلب کی میں نے اس کو اجازت دی، وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی، سیّدہ عائشہ نے کہا جس وقت ہم اسی کیفیت میں تھے، ہمارے پاس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے آئے، آپ سلام کر کے بیٹھ گے، اور جب سے یہ تہمت لگائی گئی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک ماہ تک آپ کی طرف سے میرے متعلق کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیٹھ گئے تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا، پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ! حمد و صلوٰۃ کے بعد، مجھے تمہارے متعلق ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تمہاری برأت نازل کر دے گا، اور اگر (بالفرض) تم گناہ کی مرتکب ہو گئی ہو، تو تم اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف توبہ کرو، کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر اللہ کی طرف توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، سیّدہ عائشہ نے کہا

Marfat.com

جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی ختم کرلی تو میرے آنسو خشک ہوگئے حتیٰ کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کیا، میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات کا جواب دیں، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کیا کہوں! پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات کا جواب دیں! انہوں نے بھی کہا میں نہیں جانتی کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کیا کہوں! سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ میں نے کہا میں کم عمر لڑکی ہوں میں بہت زیادہ قرآن مجید نہیں پڑھتی ہے شک اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات سن لی ہے اور یہ بات تمہارے دلوں میں جاگزین ہوگئی ہے اور تم نے اس کی تصدیق کی ہے، پس اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں اس (تہمت) سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم اس کی تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں کسی (ناکردہ) کام کا اعتراف کرلوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس کام سے بری ہوں تو تم ضرور میری تصدیق کرو گے، اور اللہ کی قسم! میں تمہارے لئے صرف حضرت یوسف (علیہ السلام) کے والد کی مثال دیکھتی ہوں، انہوں نے فرمایا تھا: (یوسف:۱۸)

پس صبر جمیل کرنا ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ سے ہی مدد مطلوب ہے۔

سیّدہ عائشہ نے کہا پھر میں اس مجلس سے اٹھ کر بستر پر جا کر لیٹ گئی، اس وقت مجھے یہ یقین تھا کہ میں بری ہوں، اور اللہ میری برأت کو ظاہر کردے گا، لیکن اللہ کی قسم میں یہ گمان نہیں کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق وحی نازل ہوئے فرمائے گا، اور میرے نزدیک میری حیثیت اس سے بہت کم تھی کہ میرے متعلق وحی نازل کی جائے جس کی تلاوت ہو، لیکن میرا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

Marfat.com

کو نیند میں ایسا خواب دکھا دے گا جس سے اللہ میری براءت ظاہر فرما دے گا، پس اللہ کی قسم ابھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اٹھنے کا قصد نہیں کیا تھا، اور نہ گھر والوں میں سے کوئی نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہو گئی، پھر جس طرح (نزول وحی کے وقت) آپ پر پسینہ آتا تھا اس طرح آپ پر پسینہ آ گیا، وہ بہت سخت سردی کا دن تھا پھر بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپکنے لگے، ان آیات کے ثقل کی وجہ سے جو آپ پر نازل ہو رہی تھیں، پھر جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ کیفیت منقطع ہوئی تو آپ ہنس رہے تھے، پھر جو پہلی بات آپ نے کہی وہ یہ تھی اے عائشہ! بے شک اللہ عزوجل نے تم کو بری کر دیا ہے، میری ماں نے کہا تم حضور کی طرف کھڑی ہو، میں نے کہا اللہ کی قسم میں حضور کی طرف کھڑی نہیں ہوں گی، اور میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد نہیں کروں گی، پھر اللہ عزوجل نے یہ دس آیتیں نازل فرمائیں۔ .... (النور: ۲۰۔۱۱)

جب اللہ عزوجل نے یہ دس آیتیں فرما دیں تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا مسطح نے عائشہ کے متعلق جو کچھ کہا ہے میں اس کے بعد اس پر کوئی چیز خرچ نہیں کروں گا، حضرت ابوبکر حضرت مسطح کو خرچ دیا کرتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (النور: ۲۲)

اور تم میں سے جو صاحب فضل اور کشادہ دست ہیں وہ قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہ کرنے کی قسم نہ کھائیں ان کو چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیت سن کو حضرت ابوبکر نے بے ساختہ کہا کیوں نہیں! بے شک میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے، پھر حضرت ابوبکر، حضرت مسطح پر اسی طرح خرچ کرنے

Marfat.com

لگے جس طرح پہلے خرچ کرتے تھے اور حضرت ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم میں مسطح پر اس خرچ کو کبھی بند نہیں کروں گا، سیّدہ عائشہ نے کہا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت زینت بن جحش سے میرے متعلق پوچھتے تھے، اے زینب کیا تم کو اس کی کسی بات کا علم ہے یا تم نے کوئی دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے کانوں کی اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں، میں نے ان میں سوا خیر اور نیکی کے اور کوئی چیز نہیں دیکھی، سیّدہ عائشہ نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج میں سے یہی وہ تھیں جو مجھ سے فائق اور برتر رہنا چاہتی تھیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے محفوظ رکھا اور ان کی بہن حضرت حمنہ بنت جحش ان کی حمایت میں لڑتی تھیں، پس وہ تہمت لگانے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگئیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۵۰، ۲۶۶۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۷۷۰، رقم الحدیث المسلسل: ۶۸۸۷، صفات المنافقین: ۵۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۱۳۸، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۱۸۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۳۴۷، ۱۹۷۰، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۴۸۲۱، عالم الکتب، مسند احمد ج ۲ ص ۶۰۔ ۵۹، قدیم، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۸۱۱، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۴۹۳۱، ۴۹۲۹، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۱۰۰، المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۱۵۱۔ ۱۳، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۰۱، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ۷ ص ۲۳۱۔ ۲۲۸، رقم الحدیث: ۲۳۸۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

سورۂ نور کی ان دس آیات کی تفسیر اور اس حدیث کی تشریح میں ہم پہلے یہ بیان کریں گے کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی برأت میں وحی نازل ہونے سے پہلے بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی اس تہمت سے برأت کا علم تھا، اس کے بعد سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے فضائل بیان کریں گے، اس کے بعد اس حدیث سے مستنبط شدہ مسائل بیان کریں گے، پھر اس حدیث پر بعض علماء کے عقلی شبہات کا ازالہ کریں گے اور آخر میں سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

کے فضائل میں احادیث و آثار بیان کریں گے۔ فنقول و اباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق

سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی میں مذاہب

اس حدیث میں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سفر میں کسی زوجہ کو ساتھ لے جانے کے لئے ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے، علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء کے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ بیویوں کو سفر میں لے جانے کے لئے قرعہ اندازی کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں بہ کثرت احادیث صحیحہ مشہورہ موجود ہیں، علامہ ابو عبید نے کہا کہ حضرت یونس، حضرت زکریا اور حضرت محمدؐ تین انبیاء علیہم السلام نے اس پر عمل کیا ہے، علامہ ابن منذر نے کہا اس کے عمل پر بہ منزلہ اجماع ہے، امام ابو حنیفہ کے مشہور مذہب میں یہ باطل ہے، اور امام ابو حنیفہ سے اس کی اجازت بھی منقول ہے، امام ابو حنیفہ اور بعض دیگر علماء نے یہ کہا ہے کہ شوہر بغیر قرعہ اندازی کے اپنی جس بیوی کو چاہیے سفر میں ساتھ لے جاسکتا ہے کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک اس کے لئے سفر میں زیادہ مفید ہو اور دوسری بیوی گھر کے کام کاج اور گھر کی حفاظت میں زیادہ ماہر ہو، امام مالک سے بھی ایک یہی روایت ہے، علامہ ابن منذر نے کہا کہ قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے، لیکن ہم نے احادیث پر عمل کیا ہے۔ (شرح مسلم ج۲ س ۳٦٤، مطبوعہ کراچی)

نزول وحی سے پہلے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سیّدہ عائشہ کی برأت کے متعلق علم، اور شبہات کے جوابات

اس حدیث میں ایک بحث یہ ہے کہ آیا نزول وحی سے پہلے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی پاکدامنی اور برأت کا علم تھا یا نہیں؟ سو اس

Marfat.com

مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نزول وحی سے پہلے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی پاکدامنی کا یقیناً علم تھا، کیونکہ جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٧٥، صحیح مسلم رقم الحدیث: ٢٧٧)

بہ خدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکیزگی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں ہے، اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے متعلق بھی صرف پاکیزگی کا علم ہے۔

باقی رہا یہ کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جب سیّدہ اُمّ المومنین کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے سیّدہ عائشہ کی طرف توجہ کم کیوں کر دی تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا اُمّ المؤمنین کی طرف توجہ کم کرنا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ اس تہمت کے بعد آپ کی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیّدہ عائشہ کی برأت کا علان نہ ہو جائے اس وقت تک آپ توجہ کم رکھیں تا کہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس قسم کی تہمت سے کوئی نفرت نہیں تھی۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر آپ کو سیّدہ اُمّ المومنین کی برأت کا پہلے سے علم تھا تو آپ نے اس مسئلہ میں اصحاب سے استصواب کیوں کیا اور حضرت بریرہ سے سیّدہ عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب اس لئے کیا تھا کہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ دیکھو جب ان کے اپنے اہل پر تہمت لگی تو انہوں نے اس کے متعلق کوئی تحقیق اور تفتیش نہیں کی، آپ نے اس مسئلہ کی پوری تحقیق کی اور تفتیش کے تمام تقاجوں کو پورا کیا، سیّدہ عائشہ کی سوکن (حضرت زینت بن حجش) سیّدہ عائشہ کی خادمہ بریرہ اور دیگر قریبی ذرائع سے سیّدہ عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیا حتیٰ کہ سب نے حضرت امام المومنین کی برأت اور

Marfat.com

پاکیزگی کا اظہار کیا اور سب نے بیک زبان کہا کہ ہم سیّدہ عائشہ کے متعلق پاکیزگی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ کی پاکیزگی کا علم تھا آپ نے سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے یہ کیوں فرمایا اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو، اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ ارشاد بھی اتمام حجت کے لئے تھا اور اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو، قرآن مجید میں اس قسم کی بہ کثرت مثالیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (یونس: ۹۴)

تو اگر آپ کو (بالفرض) اس چیز کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تو آپ ان لوگوں سے سوال کیجئے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے عہد لینے کے بعد فرماتا ہے: (زخرف)

آپ فرمائیے! اگر (بہ فرض محال) رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کی) عبادت کرتا۔

سو اسی اعتبار سے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر بالفرض تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو! اور یہ تحقیق اور تفتیش کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے فرمایا تھا، اور اس ارشاد میں امت کے لئے نمونہ رکھنا تھا کہ اپنے اہل کی رعایت سے تحقیق میں کوئی کمی نہ کی جائے اور یہ تعلیم دینی تھی کہ اگر کسی شخص کی بیوی سے غلطی ہو جائے تو وہ اس کو توبہ کی تلقین کرے اور یہ مسئلہ بتلانا تھا کہ جس شخص سے یہ غلطی سرزد ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ ”تم لوگوں نے یہ بات سنی ہے اور

Marfat.com

تمہارے دلوں میں یہ بات قرار پکڑ چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے کہ اگر میں تم سے کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو تم ہرگز میری تصدیق نہ کرو گے'' اس سے معلوم ہوا کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے نزدیک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ کی پاکدامنی کا علم نہیں تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ! اس خطاب میں سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا روئے سخن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف نہیں تھا، اس قول میں اگرچہ خطاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تھا لیکن یہ خطاب ان لوگوں کے لئے تھا جو مسلمان ہونے کے باوجود منافقین کے بہکانے سے تہمت لگانے میں مبتلا ہو گئے تھے۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ کی برأت اور پاکیزگی کا علم تھا تو آپ اس قدر پریشان اور غمگین کیوں رہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غم اور صدمہ کی وجہ یہی تو تھی کہ بے گناہ پر تہمت لگی ہے، نیز زیادہ غم اور پریشانی کا سبب یہ تھا کہ بعض مسلمان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھے، ایسے میں اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) از خود سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی برأت کا اعلان کرتے تو یہ خدشہ تھا کہ وہ مسلمان آپ کے متعلق یہ بدگمانی کرتے کہ آپ اپنے اہل کی رعایت فرما رہے ہیں اور آپ کے متعلق بدگمانی کر کے کافر ہو جاتے۔

کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی پاک دامنی کا علم تھا اس پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ تو جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہر نبی کی زوجہ کی پاک دامنی کا علم ہے تو اپنی زوجۂ مطہرہ کی پاک دامنی کا علم کیسے نہیں

Marfat.com

ہوگا!

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: (جامع البیان رقم الحدیث: ۲۶۷۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

ضحاک بیان کرتے ہیں کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

امام ابوالحسن بن احمد الواحدی نیشاپوری متوفی ۴۶۸ھ بیان کرتے ہیں:

(الوسیط ج ۴ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ امام الحسین بن مسعود الفراء بغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ (معالم التنزیل ج ۴ ص ۳۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ)

ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ (الکشاف ج ۴ ص ۵۷۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ)

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر المتوفی ۵۷۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۵۳ ص ۲۴۴، رقم الحدیث: ۱۱۷۲۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

امام ابن جریر اور حافظ ابن عساکر کے حوالوں سے امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ امام رازی متوفی ۶۰۶ھ، علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸، علامہ خازن متوفی ۷۲۵ھ، علامہ ابوالحیان اندلسی متوفی ۷۵۴ھ، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ اور نواب صدیق حسن کاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی اپنی تفاسیر میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

(زاد المسیر ج ۸ ص ۳۱۵، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۷۰، الجامع الاحکام القرآن جز ۱۸ ص ۱۸۶، الباب التاویل ج ۴ ص ۲۸۸، البحر المحیط ج ۱۰ ص ۲۱۵، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۳۳، الدر

Marfat.com

المنثور ج ۸ ص ۲۲۸، فتح القدیر ج ۵ ص ۳۴۱، روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۴۱ فتح البیان ۱۴ ص ۲۲۱، طبع جدید)

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ نے بھی اس حدیث کا ذکر ہے۔

(شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ کراچی)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن منذر اور امام ابن عساکر اور دیگر ائمہ نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ "کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی"۔ تو پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی زوجہ مطہرہ سیّدہ اُمّ المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی پاکدامنی اور اس تہمت سے برأت کے متعلق کیسے علم نہیں ہوگا!

سیّدہ عائشہ کی برأت پر علماء اہل سنت کے دلائل

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیّدہ عائشہ کا نبی معصوم کی زوجہ ہونا اس فاحشہ کے ارتکاب سے مانع ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کفار کو دین حق کی طرف دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اس لئے وجب ہے کہ ان میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جو لوگوں کو ان سے متنفر کرے اور جس شخص کی بیوی بدکار ہو اس سے لوگ بہت نفرت کرتے ہیں، اگر یہ سوال ہو کہ نبی کا کافرہ ہونا کیوں جائز ہے جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں اور جب ان کا کافرہ ہونا جائز ہے تو فاجرہ ہونا کیوں جائز نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کے نزدیک کفر موجب نفرت نہیں ہے اور بیوی کا فاجرہ ہونا ان کے نزدیک بھی موجب نفرت ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے پہلے سیّدہ عائشہ کا یہ حال معروف تھا کہ وہ فحش کاموں کے اسباب اور محرکات سے بہت دور اور بالکل محفوظ تھیں اور جس شخصیت کا یہ حال معروف ہو اس کے ساتھ حسن ظن کرنا واجب تھا۔

Marfat.com

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس فاحشہ کی تہمت لگانے والے منافقین اور ان کے متبعین تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ دروغ گو دشمن کی اڑائی ہوئی بات بے بنیاد ہوتی ہے، ان قرائن سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس تہمت کا جھوٹا ہونا آپ کو نزول وحی سے پہلے ہی معلوم تھا۔

تہمت لگانے والوں میں رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی بن سلول، زید بن رفاعہ، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ، حمنہ بنت جحش اور ان کے موافقین تھے۔

علامہ ابوالبرکات نسفی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ مجھے منافقین کے جھوٹ کا یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی بیٹھے، کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر نجاست سے آلودہ ہوتی ہے، تو جب اللہ تعالیٰ نے اتنی معمولی نجاست والی چیز کے مس سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو آپ کو اس فاحشہ کے ساتھ متلوث ہونے والی عورت سے کیسے محفوظ نہیں رکھے گا، حضرت عثمان نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سائے کو زمین پر پڑنے سے محفوظ رکھا ہے تاکہ کسی انسان کا اس سائے پر قدم نہ پڑے تو جب کسی شخص کے لئے آپ کے سائے پر قدم رکھنا ممکن نہیں ہے تو کسی شخص کے لئے آپ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا، اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا اللہ تعالیٰ نے جبریل کو بھیج کر آپ کو یہ خبر دی کہ آپ کے نعلین میں گھناؤنی چیز ہے اور آپ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے پیر سے وہ جوتی اتار دیں تاکہ آپ کے پیر میں وہ گھن والی چیز نہ لگے تو اگر بالفرض آپ کی زوجہ اس فاحشہ سے متلوث ہوگئی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے الگ ہونے کا حکم ضرور دیتا، اور حضرت ابوایوب انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کیا تم کو اس چیز کی خبر ہے؟ ان کی بیوی نے کہا یہ بتاؤ اگر تم حضرت

Marfat.com

صفوان بن معطل کی جگہ ہوتے تو کیا تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حرم محترم کے ساتھ کسی فاحشہ کا ارادہ کر سکتے تھے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں! انہوں نے کہا کہ اگر میں سیّدہ عائشہ کی جگہ ہوتی تو کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ خیانت کا ارادہ نہ کرتی اور سیّدہ عائشہ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت صفوان تم سے افضل ہیں تو ان کے متعلق اس فاحشہ کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ (مدارک التنزیل ج ۳ ص ۳۴۳)

سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے فضائل

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ان آیات میں سیّدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہ) کی بہت بڑی فضیلت ہے، اگر تم تمام قرآن کو کھنگال کر دیکھو تو تمہیں علم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی معصیت پر اتنی سخت وعید نازل نہیں فرمائی جتنی سیّدہ عائشہ کی تہمت پر وعید نازل فرمائی ہے اور جتنی سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میرے کچھ ایسے خصوصی فضائل ہیں جو اور کسی میں نہیں ہیں، البتہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم بنت عمران کو عطا فرمائیں وہ مستثنیٰ ہیں اور میں یہ نہیں کہتی کہ میں ان اوصاف کی وجہ سے دیگر ازواجِ مطہرات پر فخر کرتی ہوں، پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ سیّدہ عائشہ نے فرمایا: فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سات سال کی عمر میں مجھ سے نکاح کیا نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی، میرے علاوہ اور کسی کنواری عورت کا حضور سے نکاح نہیں ہوا، میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بستر پر تھی تو آپ پر وحی نازل ہوئی، میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی، میرے متعلق قرآن مجید میں (دس) آیات نازل ہوئیں، میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کسی

Marfat.com

نے بھی حضرت جبریل کو نہیں دیکھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا میرے حجرے میں وصال ہوا، میرے اور فرشتے کے سوا اور کوئی آپ کے قریب نہیں تھا۔

(روح المعانی جز ۱۸ ص ۱۹۵۔ ۱۹۴، دار الفکر، ۱۴۱۷ھ)

امام رازی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی برأت بیان کی، حضرت یوسف (علیہ السلام) کی برأت ایک شاہد کی زبان سے بیان کی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف یہود نے ایک مکروہ بیماری کی نسبت کردی تو ان کی برأت ایک پتھر نے بیان کی، حضرت مریم کی برأت ان کے بیٹے نے بیان کی اور سیّدہ عائشہ کی برأت اللہ تعالیٰ نے قرآن مید مجید کی دس آیات میں بیان کی جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی، روایت ہے کہ جب سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابن عباس نے آنے کی اجازت طلب کی، سیّدہ عائشہ نے فرمایا اب وہ آئے گا اور میری تعریف کرے گا، حضرت ابن الزبیر نے حضرت ابن عباس کو یہ بتایا، حضرت ابن عباس نے کہا جب تک اُمّ المؤمنین مجھ کو اجازت نہیں دیں گی، میں نہیں آؤں گا، سیّدہ عائشہ نے اجازت دے دی، حضرت ابن عباس آئے تو سیّدہ عائشہ نے کہا میں دوزخ کے عاب سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، حضرت ابن عباس نے کہا: اے اُمّ المؤمنین آپ کو دوزخ کے عذاب سے کیا خطرہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ کے عذاب سے پناہ دے دی ہے، اور آپ کی برأت کے متعلق قرآن مجید میں آیات نازل کی ہیں جن کی مسجدوں میں تلاوت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو طیب قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: طیبات، طیبین کے لئے ہیں اور طیبون، طیبات کے لئے ہیں اور آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طیب کے سوا کسی چیز سے محبت نہیں

Marfat.com

کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے تیمم کا حکم نازل کیا اور فرمایا صعید ''پاک مٹی'' سے وضو کرو، (نیز آپ کی وجہ سے حد قذف مقرر ہوئی) روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ اور سیّدہ زینب نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی، سیّدہ زینب نے فرمایا میں وہ ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے نکاح کیا اور سیّدہ عائشہ نے فرمایا میں وہ ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے برأت بیان کی، جب ابن المعطل نے مجھے سواری پر سوار کیا، سیّدہ زینب نے پوچھا آپ نے سوار ہوتے وقت کیا کہا تھا، سیّدہ عائشہ نے فرمایا میں نے کہا تھا: حسبی اللہ ونعم الوکیل سیّدہ زینب نے کہا یہی مومنو کی نشانی ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۳۵۳، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۰ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اثر نے آپ کو امت کی ایک بہترین فقیہ اور عالمہ بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے صحابہ مشکل سے مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور تسلی بخش جواب پاتے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جب اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اِس دنیا سے رخصت ہوگئیں تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے غمگین رہنے لگے، تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ: ''یا رسول اللہ! آپ دوسرا نکاح فرمالیجیے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کس سے کروں؟'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''آپ چاہیں تو بیوہ عورت سے یا کنواری لڑکی سے نکاح کرلیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون کنواری ہے اور کون بیوہ ہے؟'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری تو اُس آدمی کی بیٹی ہیں جو ساری کائنات میں آپ کو بہت عزیز ہے یعنی عائشہ بنت ابو بکر۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بہتر ہے کہ تم عائشہ کے بارے میں بات چیت کرو۔'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی

Marfat.com

ہیں کہ مَیں اس کے بعد سیدھا اُمِ رومان رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ:'' تمہارے لیے بہت عظیم خوش خبری ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں چھپی ہوئی ہیں۔'' انھوں نے کہا کہ:'' وہ کون سی خوش خبری ہے؟'' مَیں نے کہا:'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کا ذکر فرما رہے تھے۔'' انھوں نے کوئی جواب دینے کی بجائے کہا:'' تھوڑا انتظار کرو ابھی میرے شوہر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تشریف لانے ہی والے ہیں۔'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:'' کچھ ہی دیر بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو مَیں نے اُن سے اِس بات کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ کیا یہ اُن کے لیے صحیح ہے عائشہ تو اُن کی بھتیجی ہے۔'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے واپس آکر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:'' ابوبکر میرے اسلامی بھائی ہیں اور اسلامی بھائیوں کے یہاں نکاح کرنا جائز ہے۔'' جب یہ بات حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے اس مبارک ترین رشتے کو فوراً قبول کرلیا۔ لیکن چوں کہ اس سے پہلے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جبیر بن مطعم کے بیٹے سے طے کی جاچکی تھی۔ وعدہ خلافی نہ ہوجائے اس لیے اُن لوگوں سے بھی پوچھنا ضروری تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا آپ لوگوں نے ہماری بچی کا رشتہ مانگا تھا اب تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ جبیر بن مطعم کے گھر والے اب تک مسلمان نہ ہوئے تھے، مطعم (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ لڑکی (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ہمارے گھر آگئی تو ہمارا لڑکا بھی اپنے باپ دادا کے دین سے پھر جائے گا اس لیے ہمیں کسی صورت یہ بات منظور نہیں۔'' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں کی رائے جان لینے کے بعد وہاں سے

Marfat.com

تشریف لے آئے اب انہیں وعدہ خلافی کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ خوشی اور مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آنے کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہو کہ آپ کا پیغام مجھے بسر و چشم قبول ہے، آپ تشریف لے آئیے۔'' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیغام سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کر دیا۔ مہر کی مقدار چار سو درہم مقرر ہوئی۔

حضرت ابوعمر بن عبدالبر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح شوال کے مہینے میں ہوا، اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی کو پسند فرمایا کرتی تھیں کہ عورتوں کا نکاح بھی شوال میں ہو اور رخصتی بھی شوال میں ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں فرمایا اور رخصتی بھی شوال میں فرمائی۔ بھلا ایسی کون سی بیوی ہے جو آپ کو مجھ سے زیادہ پیاری ہو۔'' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شوال ہی میں شادی پسند فرماتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا اور رخصتی مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نو سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مدینۂ منورہ ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونے کے بعد سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قریب تین سال تک اپنے والدین کے گھر میں رہیں۔

ان تین برسوں میں سے دو سال تین مہینے ہجرت سے پہلے یعنی مکۂ مکرمہ میں رہیں اور سات یا آٹھ مہینے ہجرت کے بعد مدینۂ منورہ میں رہیں۔ جب مکۂ مکرمہ کے کافروں، مشرکوں اور اسلام کے دشمنوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور

Marfat.com

انھیں طرح طرح سے بے جا پریشان کرنا شروع کر دیا تو اللہ جل شانہٗ کے حکم سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کا ارادہ کر لیا۔ ہجرت کے اس اہم واقعہ کو اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود یوں بیان فرمایا ہے کہ: ''نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روز کا معمول تھا کہ آپ ہر دن صبح یا شام کو ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت مَیں اور میری بہن (سیّدہ) اسماء (رضی اللہ عنہا) دونوں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ سلم نے پکار کر ارشاد فرمایا: 'ابوبکر ذرا اپنے قریب سے لوگوں کو ہٹا دیں مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: 'یارسول اللہ! یہاں کوئی دوسرا نہیں ہے بل کہ صرف آپ کے اہلِ خانہ ہی ہیں۔ تشریف لائیے۔ چناں چہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہوئے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں اور (سیّدہ) اسماء (رضی اللہ عنہا) نے مل کر سفر کا سامان تیار کیا اور دونوں حضرات نے اپنے وطن کو الوداع کہا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت ان دونوں حضرات نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے تمام گھر والوں کو بھی مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمالی اور جب یہاں کے حالات بہتر ہوئے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال اور رشتے داروں کو جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لانے کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اپنے ایک غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو ۵۰۰/درہم دے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا۔

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک آدمی کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ اُن کے گھر والوں کو مدینہ منورہ لے آئے۔ حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہما اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا اور دونوں بہنوں سیّدہ عائشہ صدیقہ اور سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہن کو مکۂ مکرمہ سے لے کر مدینۂ منورہ کی طرف قصد کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب الہجرت میں فرماتے ہیں کہ اتفاق سے جس اونٹ پر سیّدہ عائشہ صدیقہ اور ان کی والدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہن بیٹھی ہوئی تھیں وہ بِدکا اور تیزی سے بھاگنے لگا، اس کی رفتار ایسی تیز تھی کہ یوں لگ رہا تھا جیسے اونٹ پر بندھی ہوئی ڈولی جس میں سیّدہ عائشہ صدیقہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہن سوار تھیں اب گرتی ہے اب گرتی ہے۔ اونٹ تیز رفتاری سے دوڑا جا رہا تھا اور سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا اپنی لاڈلی بیٹی کی فکر میں گریہ وزاری کر رہی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد یوں ہوئی کہ غیب سے آواز آئی کہ 'اونٹ کی نکیل چھوڑ دو۔'

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں نے اس کی نکیل چھوڑ دی تو وہ آرام کے ساتھ ٹھہر گیا اور اللہ کی مدد سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ، بہن اور بھائی کے ساتھ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ سلامتی کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ کاشانۂ نبوت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تشریف آوری اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب مکۂ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینۂ منورہ تشریف لائیں تو اس وقت آپ اپنے رشتے داروں کے ساتھ بنو حارث ابن خزرج کے محلے میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ اپنی والدہ کے ساتھ سات یا آٹھ مہینے تک مقیم رہیں۔

اس وقت مدینۂ منورہ کی آب و ہوا بڑی سخت تھی جس کی وجہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کر کے آنے والے اکثر حضرات بیمار ہونے لگے۔ خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحب زادی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی بیمار ہو گئے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب صحت یاب ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ: ''یا رسول اللہ!

Marfat.com

آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر بلوا لیجیے۔" نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ: "یارسول اللہ! میری دولت قبول فرما لیجیے۔" چناں چہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور ایک نش یعنی سو روپے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قرض لے کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیے۔ اس کے بعد انصارِ مدینہ کی چند عورتیں دلہن کو لینے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آواز دی وہ اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھولنے میں مصروف تھیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ سیّدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہ نے اُن کا منہ دھلایا، بال سنوارے اور پھر اُن کو اس جگہ لے آئیں جہاں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دلہن بنی ہوئی وہاں پہنچیں تو مہمانوں نے "علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر" یعنی تمہارا آنا خیر و برکت پر ہے اور نیک فال ہے۔ کی صدا لگا کر دلہن کا شان دار طریقے سے بڑھ کر استقبال کیا۔ تھوڑی دیر بعد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہوئے۔

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا جو کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہیں بیان کرتی ہیں کہ اس وقت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے معزز ترین مہمان کی خاطر مدارت کے لیے ایک پیالہ دودھ پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خوش دلی کے ساتھ قبول فرما لیا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی کر اسے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا۔ چناں چہ انھوں نے حیا کرتے ہوئے پیالہ لے لیا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیا۔ اس طرح شوال کے مہینے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

مقدس کا شانے میں بڑی سادگی سے رخصت ہو کر آ گئیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت جب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی بہن سیّدہ اسماء بنت ابوبکر زوجہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اکا زمانۂ ولادت نزدیک تھا، انھوں نے ہجرت کر کے قبا میں قیام کیا تھا اور وہیں بچّے کی ولادت ہوئی۔ جس کا نام اسلامی تاریخ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ سے مشہور ہوا۔

ان کی پیدائش سے مسلمانوں میں خوشی و فرحت کا جو ماحول ہوا وہ اسلامی تاریخ کے صفحات میں روشن باب کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر سخت جادو کر دیا ہے اب اُن کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو یہودیوں کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین فرماتی ہیں: ''جب عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو مَیں ان کو لے کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اُن کو اپنی گود میں لے لیا اور ایک کھجور منگا کر اپنے مبارک منہ میں چبائی پھر بچّے کے منہ میں ڈال دی اس طرح اُن کے پیٹ میں سب سے پہلے جانے والی چیز نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ مبارک تھا اور آپ نے فرمایا ان کا نام عبداللہ ہے اور تم یعنی عائشہ اُمّ عبداللہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُس دن سے میری کنیت ''اُم عبداللہ'' پڑ گئی۔''

ایک دوسری روایت میں یوں منقول ہے کہ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ نے اپنی تمام بیویوں کی کنیت وضع فرمائی، میری بھی کنیت وضع کیجیے۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' تمھاری کنیت تمھاری بہن کے بیٹے کے نام سے

Marfat.com

''اُمّ عبداللہ'' ہے۔'' بارگاہِ خداوندی میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بڑا مرتبہ ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے بہتان باندھا تو اس وقت اللہ جل شانہٗ نے برأت کے لیے قرآنِ کریم کی سترہ آیتیں اتار دیں۔

جو قرآن مجید کا حصہ ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ آپ کی عظمت و بزرگی اور عزت و عصمت کا اظہار کرتی رہیں گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اجازت سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے آپ کی شبیہ لائی اور عرض کیا کہ: ''یارسول اللہ! یہ آپ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہوں گی۔'' اور تین مرتبہ خواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دکھائی گئی تھیں۔ چناں چہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: ''اے عائشہ! تم مجھے تین مرتبہ خواب میں دکھائی گئی تھیں کہ جبریل امین تمہاری تصویر ریشم کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور مجھ سے کہا یہ تمہاری بیوی ہے، مَیں وہ کپڑا کھول کر دیکھتا اور کہتا کہ یہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گی۔'' ان باتوں کے علاوہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرما کر امت کے لیے آسانی پیدا فرمائی۔ جس کی تفصیل آگے درج کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

ان روایتوں سے بارگاہِ خداوندی میں اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ سمجھ میں آتا ہے، آپ رضی اللہ عنہا کو ایسا رتبہٗ بلند جو حاصل ہوا وہ سب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت و فرماں برداری کی وجہ سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونے کے سبب سے جو خدمت گزاری کی وہ امت مسلمہ کی عورتوں کے لیے مشعلِ راہ ہے اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کی حیثیت سے جو

Marfat.com

اطاعت کی وہ پوری امت کے لیے ایک سبق ہے۔ بارگاہِ رسالت میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ساری امت کی مقدس ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جو مقام و مرتبہ اور عظمت وعزت تھی وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

احادیث اور سیرت کی کتابوں میں ایسی سیکڑوں روایتیں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجۂ محترمہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت والفت فرمایا کرتے تھے۔ بل کہ خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حبیبہ اور محبوبہ ہونے کی گواہی دی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن غالب کے طریق سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے بُرے انداز میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہاں سے دور ہو جا تجھ پر کتّے بھونکیں کیا تو محبوبۂ حبیبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ''ثرید'' کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔'' (بخاری ومسلم وترمذی شریف)

(''ثرید'' سالن یا شوربے وغیرہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر تیار کیے جانے والے کھانے کو کہتے ہیں جو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب غذاؤں میں سے ایک ہے، جس کے بارے میں اطبا کا خیال ہے کہ ایسا کھانا صحت کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ: ''یارسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون پسند ہے؟

Marfat.com

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ (رضی اللہ عنہا)۔ (بخاری و ترمذی شریف) ایک موقع پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ بے شک مجھ پر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بستر کے علاوہ کسی کے بستر میں وحی نہیں نازل ہوئی۔'' (بخاری و مسلم و ترمذی شریف)

اسی طرح ایک مرتبہ اپنی پیاری بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اے میری پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے مَیں محبت کرتا ہوں؟'' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''کیوں نہیں؟'' (یعنی مَیں بھی اس سے ضرور محبت کروں گی جس سے آپ کو محبت ہے) تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سو عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔'' (بخاری و مسلم و نسائی شریف)

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر و منزلت تھی اور آپ اُن سے بے پناہ محبت و الفت فرمایا کرتے تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عظمت و رفعت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اخیر وقت میں مسواک چبا کر دینے والی ہماری مقدس ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے ظاہری طور پر رخصت ہوتے ہوئے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین بھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے ہی میں ہوئی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبت سے دیکھنا نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت و الفت فرمایا کرتے تھے۔ ویسے ہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثاری اور

Marfat.com

فدا کاری کے جذبات سے سرشار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اور خدمت گزاری آپ کا شعار تھا۔ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش رکھنا اور دل جوئی کرنا آپ کے پسندیدہ مشاغل میں سے تھا۔ چناں چہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعلینِ مبارک کو اپنے مقدس ہاتھوں سے سی رہے تھے، اور مَیں بیٹھی ہوئی تھی۔ اتفاق سے میری نظر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف گئی تو مَیں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پیشانی پر پسینے کے چند قطرات ابھرے ہوئے ہیں اور پسینے کے اندر سے ایک نور ہے جو بڑھتا جا رہا ہے۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میرے لیے یہ منظر ایسا دل کش اور سہانا تھا کہ مَیں محبت و سرور اور حیرت و تعجب سے پورے انہماک کے ساتھ کافی دیر تک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کو دیکھتی رہی۔

اچانک نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا کہ مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیرانگی اور دل جمعی سے دیکھ رہی ہوں تو ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا یہ بات؟'' کیوں اس طرح میری طرف دیکھ رہی ہو؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر پسینے کے قطرات نمودار ہیں اور مجھے پسینے کے ان قطروں میں ایک چمکتا ہوا نور دکھائی دے رہا ہے جو مجھے بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اس خوش نما اور خوب صورت منظر نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف محبت و سرور سے مسلسل دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ خدا کی قسم! اگر ''ابو کبیر ہذلی'' (زمانۂ جاہلیت کا مشہور شاعر) آپ کو دیکھ لیتا تو اُسے اپنے خود کے اِن اشعار کا صحیح مصداق سمجھ میں آجاتا اور وہ کہہ اٹھتا کہ اِن اشعار سے مراد یا رسول اللہ! آپ ہی ذات ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سناؤ تو سہی اس کے اشعار کیا ہیں؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں نے

Marfat.com

ابوکبیر ہذلی کے یہ اشعار سنائے۔

ومبرأ من كل غير حيضة وفساد مرضعة وداء مغيل

واذا نظرت الى اسرة وجهه برقت كبرق العارض المتهلل

ترجمہ: ''وہ ولادت اور شیر خوارگی کی گندگیوں سے پاک ہے، اس کے روشن چہرے کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ نور اور روشن چمکتی ہوئی بجلی جلوہ دے رہی ہے۔'' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو جو کچھ ہاتھ میں تھا وہ رکھ دیا اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! جو خوشی و مسرت مجھے تیرے کلام سے ملی ہے اس قدر خوشی و سرور تجھے میرے دیدار سے بھی حاصل نہیں ہوا ہوگا۔''

(مستدرک، حاکم، مدارج السالکین)

دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دل و جان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقے اور واری جاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر کوئی ایذا پہنچانے کی کوشش کرتا تو آپ اس کا جواب دیتیں۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام کے دلوں پر سانپ رینگنے لگے تھے۔ اسلام سے دشمنی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش ابتدا ہی سے یہودیوں کی عادت بل کہ فطرت رہی ہے۔ اسی فطرت کے مطابق ایک دفعہ چند یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنی ازلی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''السام علیک'' یعنی تم پر موت ہو۔ اتفاق سے اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار اور وفا شعار ہم مسلمانوں کی مقدس ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور وہ اُن یہودیوں کی بات سُن رہی تھیں وہ سمجھ گئیں کہ ''السام علیک'' سے اُن یہودیوں کی کیا مراد ہے؟ اور اس کے کیا معنی ہیں؟

Marfat.com

چناں چہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سخت طیش آ گیا انھوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ''اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ لَعْنَکُمُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیْکُمْ ''یعنی تم پر موت ہو اور تم پر خدا کی لعنت ہو اور خدا کا غضب ٹوٹے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا: '' اے عائشہ سخت کلامی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'' اور فرمایا: ''کیا تم نے سنا نہیں مَیں نے کیا جواب دیا؟ ''وعلیکم'' کہہ کر مَیں نے ان کی بات ان پر ہی لوٹا دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ میری اس ضرر کی دعا اُن کے حق میں قبول فرمالے گا اور ان کی یہ بد دعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم شریف)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا خیال رکھنا اور مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا سکھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جیسی محبت و الفت فرمایا کرتے تھے۔ اُس تعلق سے چند ایمان افروز واقعات اوپر گذرے۔ اسی ضمن کی ایک روایت ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ چناں چہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ:'' ایک رات جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر رکھی اور جوتے مبارک اتارے مَیں نے اُن کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک پیروں کے قریب رکھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ کے بل لیٹ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اتنی ہی دیر لیٹے ہوں گے کہ جتنی دیر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ مَیں سوگئی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرما کر کہ مَیں سوگئی ہوں نہایت آہستگی سے اپنی چادر اٹھائی اور بالکل آہستہ سے جوتے پہنے اور دروازے سے باہر نکل گئے اور بڑی نرمی اور آہستگی سے دروازے کو بند کیا تو مَیں نے بھی اپنے سر کو ڈھانپا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

''جنت البقیع'' میں تشریف لے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک وہیں رہے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر آپ تیزی سے واپس ہوئے، مَیں بھی اتنی ہی تیزی سے گھر کی طرف لپکی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی گھر پہنچ گئی۔ مَیں لیٹی ہی تھی کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور مجھے بڑے پیار سے فرمایا: ''اے عائشہ! تم بے چین اور گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ! کوئی بات نہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم مجھے بتاتی ہو کہ علیم وخبیر رب مجھے خبر دے؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔'' یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہا نے پورا ماجرا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''وہ سایا تمہارا ہی تھا جو مَیں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟'' مَیں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پیار سے ایک مکا مارا جس سے مجھے تھوڑی سی تکلیف محسوس ہوئی۔ اور پھر فرمایا کہ: ''کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی کریں گے؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''لوگ جتنا بھی کسی بات کو چھپانے کی کوشش کریں لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! میرے پاس جبریل امین علیہ السلام اس وقت آئے تھے جب تم نے مجھے دیکھا تھا۔ پس انھوں نے مجھے آہستہ سے آواز دی اور مَیں نے بھی انھیں آہستہ سے جواب دیا تاکہ تمہیں خبر نہ ہو، اور جبریل امین علیہ السلام تمہارے بے پردہ ہونے کی حالت میں تمہارے پاس نہیں آسکتے۔

جب مَیں نے یہ سمجھا کہ تم سو چکی ہو تو مَیں نے تمہیں جگانا مناسب نہ خیال کیا اور

Marfat.com

یہ کہ کہیں تمہیں جگانے سے تم ڈر نہ جاؤ۔ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا کہ: ’’یارسول اللہ! آپ کا رب آپ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کے پاس جائیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ’’یارسول اللہ! ہم ان کے لیے کیسے دعا کریں؟‘‘ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یوں دعا سکھائی اور فرمایا کہ پڑھو: ’’

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْنَ۔‘‘

(ترجمہ) ’’سلامتی نازل ہو مومن اور مسلمان مردوں (اور عورتوں) پر جو ان گھروں میں رہتے ہیں (یعنی قبروں میں دفن ہیں) اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہم میں سے جو موت میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ان پر بھی جو ان کے پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی زندہ ہیں) اور بے شک ہم ایک دن ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔‘‘ (ترمذی ونسائی شریف)

درج بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آہستہ سے گفتگو کر کے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا خیال رکھا۔ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم بھی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ: ’’ایک مرتبہ ازوجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انھوں

Marfat.com

نے آکر اجازت چاہی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے ساتھ آرام فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت دے دی۔ (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن نے بھیجا ہے اوران کا کہنا ہے کہ آپ ابوقحافہ کی بیٹی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے معاملہ میں ان کے ساتھ انصاف کیجیے۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے میری پیاری بیٹی فاطمہ! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے مَیں محبت کرتا ہوں؟'' انھوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں۔'' تو نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم بھی عائشہ سے محبت کرو۔'' سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ: ''(حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب سنا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کے پاس تشریف لے گئیں اورانھیں پوراماجراسنایا۔

ازواجِ مطہرات نے دوبارہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جاکر عرض کرنے کے لیے کہا کہ: ''ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کہتی ہیں کہ ابوقحافہ کی بیٹی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے معاملہ میں ان کے ساتھ عدل کریں۔'' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی محبت کا اندازہ لگا چکی تھیں اس لیے انھوں نے دوبارہ جانے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ: ''اللہ کی قسم! مَیں اس کام کے لیے دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاؤں گی۔'' اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن نے اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں بھیجا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''سیّدہ زینب بنت جحش حسب نسب میں میرے ہم پلہ تھیں اور ساتھ ساتھ تقویٰ وطہارت، دین کے معاملے میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے ڈرنے، سچ بولنے اور صلہ رحمی کرنے میں مَیں نے اُن سے بڑھ کر کسی اور عورت کو نہ دیکھا تھا اور نہ اُن سے زیادہ تواضع کرنے والی۔

عبادت و ریاضت اور صدقہ و خیرات میں گویا انھوں نے اپنے آپ کو تھکا ڈالا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد اُن سے ہی محبت و الفت فرمایا کرتے تھے۔
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''انھوں نے آ کر اجازت طلب کی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح میرے ساتھ آرام فرما رہے تھے جیسے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے آنے پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں اندر آنے کی اجازت عطا فرما دی انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے آپ کی دوسری ازواج نے بھیجا ہے اور وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی (سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے معاملہ میں انصاف چاہتی ہیں۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔'' (مسلم شریف باب فضائل الصحابہ)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر وحی کا نازل ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا حقیقت میں اللہ عزوجل کی خوشی حاصل کرنا ہے۔ اس کے لیے وہ مواقع کی تلاش میں رہا کرتے تھے کہ ہم کسی نہ کسی طرح اپنے آقا و مولا نبیِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جیت لیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت محبوب رکھتے ہیں تو وہ اُن کی باری کے وقت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیے وغیرہ بھیجا کرتے تھے تاکہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں۔ ایک مرتبہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ طے کیا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جائے کہ آپ لوگوں سے فرما دیجیے کہ جو آدمی بھی ہدیہ وغیرہ بھیجنا چاہے وہ میری ازواج میں سے مَیں کسی کے بھی گھر ہوں بھیج دیا

Marfat.com

کرے۔اس کام کے لیے انھوں نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں روانہ کیا۔

چنانچہ امام احمد وابو حاتم رحمہم اللہ تعالیٰ نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے مجھ سے کہا کہ: ''تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ آپ لوگوں سے فرما دیں میں جہاں بھی ہوں ہدیے بھیج دیا کریں۔ کہ لوگ (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کا انتظار کرتے ہیں جب کہ ہم بھی (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہی کی طرح بھلائی چاہتی ہیں۔'' حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں نے بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کی بیویوں کا کہنا ہے کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ میں جہاں بھی ہوں ہدیے بھیج دیا کریں کیوں کہ دیگر اُن کا کہنا ہے کہ جس طرح عائشہ کو خیر و بھلائی پسند ہے اُسی طرح ہم کو بھی پسند ہیں۔''

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کچھ اس طرح ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جب میں نے تین بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُمّ سلمہ! مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف مت دو۔ اللہ کی قسم! تم سب کے علاوہ میرے پاس وحی صرف عائشہ کے بستر میں نازل ہوتی ہے۔

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے امتیازی فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن کے بستر میں وحی کا نزول ہوا۔سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قرآنِ پاک نازل ہوتا تھا اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر مجھے چار چیزوں میں فضیلت حاصل تھی۔ (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

Marfat.com

کنواری ہونے کی حالت میں شادی فرمائی جب کہ میرے علاوہ کوئی بھی بیوی کنواری نہیں تھی۔(۲) جب سے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی قرآن میرے ہی گھر میں نازل ہوتا تھا کسی اور بیوی کے گھر میں نازل نہیں ہوتا تھا۔(۳) میرے معاملہ میں صفائی کے لیے قرآنِ کریم کی آیتیں نازل ہوئیں جو قیامت تک پڑھی جائیں گی۔(۴) میرے نکاح سے پہلے دومرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام میری تصویر لے کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے خصوصی دعا فرمائی جس سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خوشی حاصل ہوئی۔ غرض یہ کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح خوش رکھنا اُمتِ مسلمہ کے شوہروں کے لیے ایک سبق کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ ایسا ہی محبت آمیز برتاؤ کریں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں: ”جب میں نے ایک دن یہ دیکھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہیں تو میں نے عرض کی: ’یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَۃِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِھَا وَمَا تَأَخَّرَ وَمَا اَسَرَّتْ وَمَا اَعْلَنَتْ: ”اے اللہ! عائشہ کے اگلی پچھلی ساری لغزشیں معاف فرما دے اور جو چھپی ہوں یا ظاہر ہوں ان کو بھی معاف فرما دے۔“ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا سُن کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خوشی سے اس قدر شرمائیں اور ہنسیں کہ آپ کا سر اپنی گود تک جھک گیا۔ یہ دیکھ کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عائشہ! کیا تمہیں میری دعا سے خوشی ہوئی ہے؟“

Marfat.com

عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے لیے ہر نماز میں یہی دعا کرتا ہوں۔'' سبحان اللہ! اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا کس قدر خیال فرماتے تھے خود فرما رہے ہیں کہ میں اپنی امت کے لیے ہر نماز میں ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

یہاں مقامِ غور ہے کہ ہمارے لیے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں پر دعا کرتے رہے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سے کوسوں دور ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے اُن کی سنت اور شریعت کی پابندی کو اپنا شعار بنالیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک دل چسپ واقعہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے درمیان کچھ بات ہوگئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تم ہمارے درمیان کس کو حکم بناؤ گی کیا عمر (رضی اللہ عنہ) ٹھیک ہیں؟' فرماتی ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہ: '' میں نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) نہیں، کیوں کہ وہ سخت آدمی ہیں۔'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر راضی ہو کہ وہ فیصلہ کریں؟'' میں نے عرض کیا: 'ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ٹھیک ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: ''عائشہ ایسی ایسی بات کہتی ہے اور معاملہ کچھ اس طرح ہے۔

سیّدہ عائشہ روایت فرماتی ہیں کہ: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ دیا کہ 'آپ اللہ سے ڈریں اور صرف حق بات کہیں۔' فرماتی ہیں کہ: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری ناک پر ہاتھ مارا جس سے میری ناک لہولہان ہوگئی اور فرمایا تیرے ماں باپ نہ رہیں تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتی ہے کہ حق بات کہیں اور اللہ

Marfat.com

سے ڈریں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرما رہے ہیں کیا وہ حق نہیں ہے؟'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میری ناک کے نتھنے ایسے ہو گئے جیسے مشکیزے کا نچلا حصہ ہوتا ہے۔

نبیِ کریم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ماجرا دیکھا تو تو فرمایا: ''اے ابوبکر! ہم نے تو تمہیں اس لیے نہیں بلایا تھا۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''گھر میں کھجور کی ایک سوکھی ٹہنی پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ اٹھائی اور مجھے ضرب لگانا شروع کر دی، مَیں بھاگ کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر سے لپٹ گئی۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے تمہیں ابوبکر! جواَب تم نے مارا تو، ہم نے تمہیں اس لیے تو نہیں بلایا تھا۔'' پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور جا کر کھڑی ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا ابھی تھوڑی دیر پہلے تو بڑے زور سے میری کمر سے لپٹی تھیں؟'' ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بھی واقعات اور معمولات پیش آئے دراصل وہ امت کے لیے ایک سبق ہیں کہ ہم اُن حکایات سے زندگی گذارنے کے صحیح طریقے اور آداب سیکھیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک حبشی عورت کا کھیل دیکھنا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک ایک شوروغل سنا، اور ہمیں بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی عورت بچوں کو عجیب وغریب قسم کے کھیل دکھا رہی تھی اور ساتھ میں ناچ رہی تھی۔ بچّے اور دوسرے لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ نبیِ کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ! ادھر آؤ اور دیکھو۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے پر اپنا رخسار رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''کیا جی بھر گیا ہے؟ کیا جی بھر گیا ہے؟'' تو مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہی کہتی کہ جی نہیں مَیں دیکھنا چاہتی ہوں اور میرا یہ کہنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ مجھے اور دیکھنے کا شوق تھا بلکہ مَیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنی محبت اور اپنے مرتبے کا اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہاں میرا کیا درجہ ہے؟ یہاں تک کہ آپ پر تھکن کے آثار ہوئے۔

اتنے میں اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا تو ان کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے مجمع اِدھر اُدھر ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَیں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ''عمر'' (رضی اللہ عنہ کے رعب و ہیبت) سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں۔ اس کے بعد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لوٹ آئیں۔

(ترمذی شریف)

محدثین کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں یہ گویا اس اعتبار سے تھا کہ وہ ایک لہو ولعب کی صورت تھی اور ممکن ہے اس میں کوئی ناپسندیدہ چیز بھی ہو لیکن اُس کھیل میں کوئی حرام کام ہرگز نہیں تھا ورنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اسے دیکھتے اور کیسے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دکھا سکتے تھے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوڑ لگانا۔

Marfat.com

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک غزوہ کے موقع پر سفر میں مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی اور میرا بدن ہلکا پھلکا تھا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو حکم دیا کہ وہ آگے چلے جائیں، وہ سب آگے چلے گئے پھر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: 'آؤ آپس میں دوڑ لگائیں، دیکھیں کون دوڑ میں آگے نکلتا ہے؟

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مَیں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی۔ مَیں دُبلی پتلی تھی اس لیے دوڑ میں مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نکل گئی۔ لیکن اس موقع پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ میں فربہ ہوگئی اور وہ واقعہ بھول گئی تھی۔

ایک مرتبہ سفر میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا تم آگے چلے جاؤ۔ وہ سب آگے چلے گئے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: 'آؤ دوڑ لگائیں اور دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے۔' چناں چہ اِس مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: ''اے عائشہ! یہ اس دن کا جواب اور بدلہ ہے۔'' جبریل علیہ السلام کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے جبریل امین علیہ السلام کو دیکھا اور جبریلِ امین علیہ السلام نے انھیں سلام بھی کہا۔ چناں چہ خود سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''غزوۂ احزاب کے بعد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لیے جانے لگے تو جبریلِ امین علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: 'یارسول اللہ! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں؟ ہم (یعنی فرشتوں) نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں

Marfat.com

اتارا۔'' سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ: ''مَیں نے دروازے کی درازوں سے جبریل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کا سر گرد وغبار سے اٹا ہوا تھا۔

ایک دوسری روایت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مَیں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) کے گھوڑے کی پیشانی پر اپنا مبارک ہاتھ رکھے ہوئے اُن سے باتیں کر رہے ہیں۔'' فرماتی ہیں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ: ''جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو مَیں نے عرض کیا کہ آپ دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) سے کیا بات فرما رہے تھے؟'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم نے ان کو دیکھا تھا؟'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''ہاں! یا رسول اللہ! مَیں نے ان کو دیکھا تھا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پوچھا: ''کیا تم نے ان کو دیکھا تھا؟'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''ہاں! ضرور دیکھا تھا۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! وہ جبریل امین تھے اور تمہیں سلام کہہ رہے تھے۔ فرماتی ہیں اُمّ المؤمنین کہ مَیں نے کہا اُن پر بھی سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے بہترین ساتھی کی طرف سے انھیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اکثر صحابیِ رسول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔ مذکورہ بالا روایت سے بھی اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنے کے لیے بھی جبریل علیہ السلام ان ہی کی شکل میں آئے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات کرنا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۹ر سال رہیں اور ان ۹ر سالوں میں آپ رضی اللہ عنہا نے خوب خوب علم حاصل کیا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ سوالات کیا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جوابات عنایت

Marfat.com

فرماتے انھیں یاد کرلیتیں۔ بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی تربیت فرماتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ سے کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں۔ آپ کا سوال کرنا بھی حکمت سے خالی نہ تھا کہ اس وجہ سے امت کو دینی احکام و مسائل سیکھنے کو ملے۔ ذیل میں چند روایتیں نقل کی جاتی ہیں جو ہمارے لیے بہترین سبق اور تعلیم ہیں۔ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ: ''یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، فرمائیے کہ میں ہدیہ دینے میں ان دونوں میں سے کس کو اولیت دوں؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو اس کو اولیت دو۔'' (بخاری شریف)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک دن میں نے اور (حضرت) حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے نفلی روزہ رکھ لیا پھر کھانا مل گیا جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھالیا۔ تھوڑی دیر بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے پوچھ لیا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں نے اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے نفلی روزے کی نیت کی تھی۔ پھر ہمارے پاس ہدیۃً کھانا آگیا جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا۔ پس فرمائیے کہ اس کا کیا حکم ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا۔'' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ (جیسا کہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتے ہیں)'' یہ سن کر اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا۔ کیا

Marfat.com

مرد وعورت سب برہنہ ہوں گے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟'' اس کے جواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! قیامت کے دن کی سختی اس قدر زیادہ ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے اور توجہ کرنے کا ہوش وحواس ہی نہ ہوگا۔ مصیبت اتنی زیادہ اور شدید ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔'' ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ:

''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن''

ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالتِ مسکینی میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت میں مسکینوں کے ساتھ حشر فرما۔

یہ دعا سن کر اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ نے ایسی دعا کیوں فرمائی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس لیے کہ بلاشبہ مسکین لوگ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔'' پھر فرمایا نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''اے عائشہ! اگر مسکین سائل ہو کر آئے تو مسکین کو کچھ دیے بغیر واپس نہ کرو اور کچھ نہ بھی ہو تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کرو۔ اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو اور ان کو اپنے رب سے قریب کرو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے روز اپنے سے قریب فرمائے گا۔'' (ترمذی شریف)

بعض محدثین اور شارحین نے اس حدیث میں مسکینی سے مراد باطنی مسکینی لی ہے ان کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا فرمانا کہ: ''مجھے مسکین زندہ رکھ'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطنی مسکینی کو خشوع وخضوع کے ساتھ طلب کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مسکینوں اور فقرا کو نہ جھڑکیں اور اپنے باطن کو مسکینیت سے سجائیں یعنی اللہ و

Marfat.com

رسول جل شانہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والفت میں جئیں اور مریں۔ ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔'' یہ ارشادِ مبارک سن کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! موت ہم سب کو بُری لگتی ہے (لہٰذا آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ ہم میں کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی ہم میں سے کسی کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتا)'' اس کے جواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا یہ مطلب نہیں ہے جیسے طبعی طور پر موت بری لگی اللہ کو اس کی ملاقات ناپسند ہے بل کہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت نزدیک آجاتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کی خوش خبری سنائی جاتی ہے لہٰذا اُس کے نزدیک کوئی چیز اُس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اُسے ملنے والی ہے۔

اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندوں کی ملاقات کو پسند فرمانے لگتا ہے۔ اور بلاشبہ کافر کی موت کا وقت جب نزدیک آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر سنائی جاتی ہے لہٰذا اُس کے نزدیک کوئی چیز اُس سے زیادہ ناپسند اور بُری نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اُس کو ملنے والی ہے اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ بھی ایسوں کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی موت کا دن ایک طرح سے اُن کے لیے خوشی ومسرت کا دن ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے اللہ سے ملنے والے انعامات اور اکرامات سے قریب ہونے جارہے ہوتے ہیں۔ جب کہ کافروں اور مشرکوں کے لیے

Marfat.com

موت ہی سے سختی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی بڑی سادہ تھی۔ آپ بڑی قناعت پسند خاتون تھیں۔ فقر و فاقہ سے رہتیں۔

آپ کے شوہرِ نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں تو اللہ عزوجل نے مالکِ کونین بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غریب امتیوں کا خیال رکھتے ہوئے سادگی کو پسند فرمایا۔ کاشانۂ نبوت میں چند چیزیں تھیں۔ جہاں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیاہ کر آئی تھیں۔ کتابوں میں آتا ہے کہ چالیس چالیس راتیں گذر جاتیں مگر گھر میں چراغ روشن نہ ہوتا، مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولھا نہ جلتا، صرف سوکھی کھجوریں اور پانی پی کر گزر بسر ہوتی تھی۔

اگر گھر میں کہیں سے کچھ آجاتا تو اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سخی طبیعت کی بنا پر وہ سب کچھ راہِ خدا میں لٹا دیتیں۔ حضرت مسروق تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”مَیں ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے میرے لیے کھانا منگوایا پھر کھانا منگا کر فرمایا کہ اگر مَیں پیٹ بھر کر کھالوں اور اس کے بعد رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں!۔ مَیں نے سوال کیا: کیوں؟ فرمایا کہ مَیں اس حال کو یاد کرتی ہوں جس حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! کسی روز (بھی) دو مرتبہ آپ نے گوشت اور روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، یہ ترمذی شریف کی روایت ہے۔

بیہقی شریف میں ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”کہ اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھا لیتے لیکن واقعہ یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:” نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے اور آپ کے گھر والوں

Marfat.com

نے جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ: ''اے میری بہن کے بیٹے! سچ جانو ہم تین چاند دیکھ لیتے تھے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔'' انھوں نے سوال کیا کہ: ''خالہ جان! پھر آپ حضرات کیسے زندہ رہتے تھے؟'' فرمایا: ''کھجوروں اور پانی پر گذارا کرلیا کرتے تھے اور اس کے سوا یہ بھی ہوتا تھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے والے انصار اپنے دودھ کے جانوروں کا دودھ ہدیۃً بھیج دیا کرتے تھے آپ اس دودھ کو ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔'' (بخاری و مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر بغیر چراغ روشن کیے اور بغیر چولہے میں آگ جلائے کئی کئی مہینے گزر جاتے تھے اگر زیتون کا تیل مِل جاتا تو تھوڑا سا ہونے کی وجہ سے اس کو روشن کرنے کی بجائے بدن اور سر پر مَل لیتے تھے اور چربی مِل جاتی تو اس کو کھانے میں لے آتے تھے۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ مَیں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (تہجد کے وقت) سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے (سجدہ کی جگہ) پھیل جاتے تھے۔ لہٰذا جب آپ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ لگا دیتے تھے مَیں پاؤں سکیڑ لیتی تھی اور جب آپ سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے تو مَیں پھر پاؤں پھیلا دیتی تھی۔'' اتنا بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا کہ: ''اس زمانے میں ہمارے گھروں میں چراغ نہ تھے۔'' (بخاری و مسلم شریف)

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستر بھی عمدہ اور نرم نہیں رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمراہی کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اسی طرح گذارا کرتی تھیں۔ بھلا اِن مقدس خواتین کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا تھا کہ خود آرام اٹھالیں اور نبیِ کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کو سادگی سے زندگی بسر فرماتے دیکھیں؟ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور جس تکیہ پر سہارا لگا کر بیٹھتے تھے وہ بھی اسی طرح کا تھا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس کاشانے میں کپڑے بھی زیادہ نہ تھے۔ بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کپڑا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دھویا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی کپڑے کو پہنے ہوئے مسجد میں نماز کے لیے تشریف لائے اور دھونے کی تری اُس میں موجود رہی۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مقدس کاشانے میں صرف دو ہی فرد تھے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہاں! کچھ دنوں بعد ایک باندی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا بھی گھر والوں میں شامل ہوگئیں۔ ایک مرتبہ ایک صاحب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہا ۵ درہم کا کرتا پہنے ہوئے تھی۔ اس وقت آپ کی باندی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں موجود تھیں اُس کے بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ''ذرا میری اس باندی کو دیکھو وہ اس کرتے کو گھر کے اندر پہننے سے بھی انکار کرتی ہے۔'' اور فرمایا: ''ہمارا پچھلا زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری موجودگی میں یہ تھا کہ اس قسم کے کرتوں میں کا ایک کرتا میرے پاس تھا جو مدینہ میں ہر شادی کے وقت دلہن کو سجانے کے لیے مجھ سے مانگا جاتا تھا پھر رخصتی کے بعد واپس کردیا جاتا تھا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

تاریخِ اسلام اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ کاشانۂ نبوت میں باوجود اِن ظاہری مصائب وآلام اور پریشانیوں کے گھر میں کبھی بھی کوئی ناخوش گوار واقعہ نہیں ہوا۔ گھر کے لوگوں میں جو محبت والفت بل کہ باہمی عقیدت تھی اس کی مثال دنیا کی

Marfat.com

تاریخ میں کوئی نہیں پیش کرسکتا۔ سیّدہ عائشہ اور دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی باہمی الفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات کے درمیان بڑی محبت و الفت اور آپس میں بڑی بے تکلفی تھی۔ باہم کبھی بھی کسی قسم کی رنجش اور شدید اختلاف کا واقعہ کہیں نہیں ملتا۔ یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب چہیتی اور محبوب زوجہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ جس کی روشن مثالیں کتابوں میں موجود ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک مرتبہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (آٹا دودھ یا گھی ملا کر) حریرہ پکایا، (حریرہ حلوے سے ملتی جلتی ایک غذا کا نام ہے جو عربوں کے یہاں پسند کی جاتی تھی) اس وقت ہمارے گھر میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ مَیں ''حریرہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ انھوں نے کھانے سے انکار کیا تو مَیں نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں ضرور کھانا پڑے گا۔ ورنہ مَیں یہ حریرہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا تو مَیں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر لیپ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے چہرے پر حریرہ مَل دو۔ چناں چہ مَیں نے بھی حریرہ میں ہاتھ ڈالا اور (حضرت) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے چہرے پر مَل دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہنسے جیسا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے فعل پر ہنسے تھے۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا وہ کسی کو پکارتے ہوئے اے عبداللہ! اے عبداللہ! کہہ رہے تھے، نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اندر آجائیں گے اس لیے ہم سے فرمایا کہ جا کر اپنا منہ دھو لو۔ (کنز العمال)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دل لگی کرنا ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت شروع ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! تم میرے سامنے مرتیں تو مَیں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کرتا اور تمہارے لیے دعائے خیر کرتا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سُن کر بڑے ناز و انداز سے عرض کیا کہ: ''یارسول اللہ! آپ میری موت مناتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو آپ اسی حجرے میں نئی بیوی لا کر رکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سنا تو خوب تبسم فرمایا۔ (بخاری و مسلم شریف)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میدانِ جنگ میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و شمائل سے اسلامی تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے۔ آپ جہاں ایک بے مثال فقیہ، مجتہدہ، عالمہ، فاضلہ، ادیبہ، طبیبہ، ذہانت و فطانت کی پیکر، سلیقہ شعار اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس مقدس و محترم خاتون تھیں وہیں آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی مجاہدانہ کارناموں سے پُر ہے۔ چناں چہ ۳ھ/ ہجری کا واقعہ ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدلنے لگی۔ اسی دوران منافقوں اور دشمنانِ اسلام نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اڑا دی۔ مدینۂ منورہ سے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ کئی خواتین بے خوف و خطر جان ہتھیلی پر لے کر میدان جنگ کا رُخ کیا۔ میدانِ جنگ میں پہنچ کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو پانی سے دھویا۔ پھر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''

Marfat.com

مَیں نے غزوۂ احد میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم کو دیکھا، جب دوسرے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جمع ہونے لگے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری خواتینِ اسلام مدینۂ منورہ واپس تشریف لائیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علوم کی اشاعت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بڑی تیزی سے دینی علوم کی اشاعت اور فروغ کے لیے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ کتابوں میں آتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے علم دین سیکھنے والے افراد کی تعداد ۲۰۰ر کے لگ بھگ ہے۔ جن میں صحابۂ کرام بھی ہیں اور تابعین حضرات بھی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی، اس حساب سے دیکھا جائے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انھوں نے ۴۸ر سال تک مسلسل علمِ دین پھیلایا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ احادیث کی تعداد ۲۲۱۰ بتائی جاتی ہے، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں کتنا بڑا اور اہم کردار ادا کیا۔

روایتوں میں آتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بڑے خلوص و للّٰہیت اور فیاضی کے ساتھ علم دین کی اشاعت فرمائی۔ لڑکے اور عورتیں اور جن مردوں سے ان کا پردہ نہ تھا وہ پردے کے اندر بیٹھ کر اُن کی علمی مجلس میں فیض حاصل کرتے تھے، اور باقی حضرات جنھیں ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا وہ پردے کے پیچھے بیٹھ کر علم کی تحصیل کیا کرتے تھے۔ مختلف قسم کے سوالات کیے جاتے تھے اور نبیِ کریم معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ امت کی یہ مقدس ماں جنھیں رازدارِ نبوت کہا جاتا ہے یعنی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُن کے سوالات کے تسلی بخش

Marfat.com

جوابات قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعمال و افعال کی روشنی میں عنایت فرماتی تھیں۔ ہاں! بعض مرتبہ کسی مسئلے کے حل کے لیے وہ سائل کو کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ یا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے پاس بھیج دیا کرتی تھیں۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس مسئلہ کا شافی و کافی حل وہیں سے ملے گا۔ دینی مسائل معلوم کرنے کے لیے اگر کوئی سائل شرماتا تو وہ فرماتیں کہ علم کے حصول کے لیے شرماؤ نہیں بل کہ جو پوچھنا ہو وہ کھل کر پوچھو۔ یہی اصول دراصل درس و تدریس کا کامیاب ترین اصول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ہر سال حج بیت اللہ شریف کے لیے مکۂ معظّمہ تشریف لے جایا کرتی تھیں تاکہ دور دراز سے آنے والے زائرین بھی اپنی علمی پیاس بجھا سکیں اور وہ علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حج کے لیے آنے والے افراد سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے باہر جمع ہو جاتے اور دینی سوالات کرتے اور وہ ان کے جوابات عنایت فرماتیں۔ مکۂ معظّمہ میں زم زم کے کنویں کے قریب پردہ ڈال کر آپ رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہو جاتیں اور فتویٰ طلب کرنے والوں کا مجمع لگ جاتا۔ آپ تمام لوگوں کے سوالات کے جوابات دے کر اُن سائلین کی رہنمائی فرماتیں۔ اس طرح حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ علم دین کی اشاعت کا یہ عمل پورے جوش و خروش اور مستعدی سے جاری رہتا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شمار اُن جلیل القدر صحابہ میں کیا گیا ہے جو باضابطہ طور پر فقیہ اور مفتی تھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانۂ خلافت سے مفتی ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ کتابوں میں آتا ہے کہ جلیل القدر خلفائے اسلام حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی

Marfat.com

رضی اللہ عنہما تو خود آدمی بھیج کر ان سے مسائل معلوم کرواتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ امارت میں دمشق کے اندر قیام فرماتے تھے اور جب ضرورت پیش آتی قاصد بھیج کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرواتے تھے۔ قاصد ملک شام سے چل کر مدینۂ منورہ آتا اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے سامنے باادب کھڑے ہو کر سوال کا جواب حاصل کرتا اور واپس چلا جاتا تھا۔ اسی طرح بہت سارے لوگ خطوط لکھ کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دینی معلومات حاصل کیا کرتے تھے اور وہ ان کے جوابات لکھا دیتی تھیں۔

سیّدہ عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا جو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خاص شاگردہ ہیں فرماتی ہیں: ''لوگ مجھے دور دور کے شہروں سے خطوط لکھتے تھے اور ہدایا بھیجتے تھے میں عرض کرتی تھی کہ اے خالہ جان! یہ فلاں شخص کا خط ہے اور اس کا ہدیہ ہے، فرمایئے اس کا کیا جواب لکھوں؟ وہ فرما دیتی تھیں کہ اے بیٹا اسے یہ جواب لکھ دو اور ہدیہ کا بدلہ دے دو۔'' احادیث شریفہ کی کتابوں میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہا سے خصوصی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونِ خانہ زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کیا کرتے تھے اور وہ بہت بے تکلفی اور خلوص کے ساتھ جواب عنایت فرمایا کرتی تھیں۔

چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کائناتِ ارضی میں معلم بنا کر ہی بھیجے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک ایک فعل اور ایک ایک عمل ہمارے لیے بہترین نمونہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہماری دینی، دنیاوی اور اُخروی کامیابی کا ضامن ہے۔ اسی وجہ سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوں یا کوئی دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے کسی بھی پہلو کو وہ ہرگز نہیں چھپاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و کردار اور شمائل و خصائل سے دنیا کو مالا مال کرنے میں

Marfat.com

انھیں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اہم رول رہا ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف رہا کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو ذرا تفصیل سے اس طرح بیان فرمایا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی کی مرمت خود فرمالیا کرتے تھے اور اپنا کپڑا خود ہی سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں اس طرح کام کیا کرتے تھے جیسے تم لوگ اپنے گھروں میں کام کرتے ہو۔'' (ترمذی شریف)

ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ''نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی طرح بات میں بات نہیں پروتے چلے جاتے تھے بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گفتگو ایسی سلجھی ہوئی ہوتی تھی کہ ایک ایک کلمہ علاحدہ علاحدہ ہوتا تھا جسے پاس بیٹھنے والا آسانی سے یاد کرلیتا تھا۔'' (ترمذی شریف)

ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کے بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ''مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کبھی پورے دانتوں اور ڈاڑھوں کے ساتھ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے آپ کے مبارک حلق کا کوّا نظر آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو بس مسکراتے تھے۔'' (بخاری شریف)

حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ مَیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: ''یا اُمّ المؤمنین! نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَخلاق و عادات کے بارے میں ارشاد فرمایئے کہ وہ کیسے تھے؟ اس پر انھوں نے فرمایا: ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟'' مَیں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا: ''نبیِ کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن ہی تھی۔'' (مشکوٰۃ شریف)

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ امت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اس لیے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر بات اور ایک ایک ادا اچھی طرح سے محفوظ کر لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندرونی حالات اور رات کے اعمال وافعال سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا امت پر بڑا احسان ہے کہ انھوں نے مصاحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امت کو علوم دینیہ سے سرفراز کیا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلماتِ حکمت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی ذہین اور صاحبِ حکمت وموعظت تھیں۔ آپ کی باتیں اور اقوال بڑے سبق آموز ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا بڑی عمدہ اور پتے کی باتیں فرماتی تھیں۔

بعض صحابہ بھی ان سے نصیحتیں کرنے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ زیادہ کھانے کے بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت اُمت میں یہ پیدا ہوئی کہ لوگ پیٹ بھر کر کھانے لگے۔ جب پیٹ بھرتے ہیں تو بدن موٹے ہوجاتے ہیں اور دل کمزور ہوجاتے ہیں اور نفسانی خواہشیں زور پکڑ لیتی ہیں۔'' ایک مرتبہ فرمایا کہ: ''گناہوں کی کمی سے بہتر کوئی پونجی ایسی نہیں ہے جسے لے کر تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو جسے یہ خوشی ہو کہ عبادت میں محنت سے انہماک رکھنے والے سے بازی لے جائے اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے۔'' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام لکھا جس میں اپنے لیے مختصر نصیحت کرنے کی فرمائش کی۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا: ترجمہ: ''تم پر

Marfat.com

سلام ہو۔ سلام کے بعد یہ واضح ہو کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں نے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کی ناراضگی کا خیال نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ لوگوں کی شرارتوں سے بھی اسے محفوظ فرما دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا ہو اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں فرماتا بلکہ اسے لوگوں کے حوالے فرما دیتا ہے وہ اس کو جیسے چاہیں استعمال کریں اور جس طرح چاہیں اس کا دَلیہ بنا دیں۔ والسلام علیک۔" ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو غالباً ان کی درخواست پر یہ بھی لکھا کہ: ترجمہ: "یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتا ہے تو اس کو اچھا کہنے والے بھی بُرا کہنے لگتے ہیں۔" سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام و مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام و مرتبہ بڑا بلند تھا۔ وہ قرآن، تفسیر، طب، فرائض، فقہ وغیرہ علوم وفنون میں مہارت رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے صحابہ بھی آپ سے مسائل پوچھتے تھے۔ مشورے طلب کیا کرتے تھے۔ جس کی تفصیل "سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علوم کی اشاعت" کے ضمن میں پیچھے بیان کی جا چکی ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "ہم اصحابِ رسول (رضی اللہ عنہم) پر جب کوئی حدیث مشکل گذرتی اور سمجھ میں نہ آتی تو جب (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا اس کا علم اُن ہی کے پاس پایا جاتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "مَیں اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے (اور ہمیں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسواک کرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی) میں نے حضرت

Marfat.com

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا ابو عبدالرحمن! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں کبھی عمرہ ادا فرمایا تھا؟ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں! ادا فرمایا تھا۔ مَیں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ سُن رہی ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کیا کہہ رہے ہیں کہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ فرمایا تھا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابن عمر کی مغفرت فرمائے اللہ کی قسم! نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رجب کے مہینے میں عمرہ نہ کیا اور جب بھی عمرہ کیا مَیں ساتھ ہوتی تھی۔'' (مسلم شریف)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام و مرتبہ ایسا تھا کہ اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی دینی امور میں آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ چوں کہ آپ بڑی ذہین اور پختہ قوتِ حافظہ کی مالک اور بڑی صاحب فہم و فراست تھیں، اس بات کا اندازہ ذیل کی روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اچھے اچھے سمجھ دار حضرات بھی آپ رضی اللہ عنہا سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں شام اور مصر کو مال لے جا کر تجارت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ تجارت کے ارادے سے عراق اپنا مال لے کر گیا واپس آ کر مَیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا کہ مَیں پہلے تجارت کے لیے اپنا مال شام لے جاتا تھا اس مرتبہ عراق لے کر گیا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس پر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیوں بلا وجہ اپنی پچھلی تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو ایسا مت کرو کیوں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں نے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کسی ذریعہ سے رزق کے اسباب پیدا فرما دے تو جب تک خود ہی وہ سبب کسی وجہ سے نہ بدل جائے یا دوسرا رُخ اختیار نہ کر لے تو اُس کو نہ چھوڑو۔'' (ابن ماجہ)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور روایتِ حدیث نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری

Marfat.com

کائنات کے معلمِ اعظم کی حیثیت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت فرماتے رہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف نکاح کے وقت کم تھی اس میں یہی حکمت پوشیدہ تھی کہ ان کے ذریعہ امت کی عورتوں کی تعلیم و تربیت کا کام لیا جائے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ رب العزت نے بلا کی ذہانت عطا فرمائی تھی اس کے ہوتے آپ کے سامنے جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آتا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسئلہ واضح فرما دیتے تو وہ انھیں ازبر کر لیتیں۔ یہی وجہ ہے حدیث کی کتابوں میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیثوں کی کافی تعداد ہے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم علیہم الرحمۃ کے مطابق حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی دوسرے صحابی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ حدیث روایت نہیں کی۔ چناں چہ روایتوں میں آتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰/ حدیثیں مروی ہیں، بعض علما فرماتے ہیں کہ دین کا چوتھائی حصہ آپ ہی سے روایت کردہ ہے۔''

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۷۷)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے تیمم کے حکم کا نزول اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے امت پر جو احسانات ہیں ان کا شمار ممکن ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں رہ کر جو کچھ سیکھا اور سمجھا سب کو یاد کر کے بیان بھی فرما دیا اور لوگوں کو سکھایا بھی۔ یہی وجہ ہے احادیث کی کتابوں میں کثرت سے آپ کی روایت کردہ حدیثیں ملتی ہیں۔

بعض علما نے تو یہاں تک کہا ہے کہ دین کا چوتھائی حصہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے۔ اسلامی شریعت میں وضو کی جگہ شرعی مجبوری کی وجہ سے

Marfat.com

بعض مواقع پر تیمم کیا جاسکتا ہے۔ تیمم کی وجہ سے امت پر بڑی سہولت اور آسانی ہوگئی ہے۔ یہ واقعہ سن کر آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا کہ تیمم کے حکم کا نازل ہونا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ہی ہوا اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی امت کے لیے برکتوں اور احسانات میں سے ایک برکت اور احسان ہے۔ اس واقعہ کو خود انھوں نے بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک سفر (غزوۂ بنی مصطلق) کے موقع پر مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اس سفر میں بہت سارے مسلمان بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ مَیں نے ایک ہار پہن رکھا تھا۔ جب ہمارا قافلہ ذات الجیش کے مقام پر پہنچا تو وہاں یہ ہار ٹوٹ کر گم ہوگیا۔ لہٰذا اس ہار کو ڈھونڈنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں مزید قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ آپ کے ہمراہی بھی وہیں ٹھہرے رہے۔

اتفاق سے قافلے نے جہاں پڑاؤ ڈالا تھا وہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا، صبح قریب تھی لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کی فکر تھی۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ گھبرائے ہوئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور انھیں اپنی حالت سنائی (کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے اور وضو کے لیے دور دور تک پانی نہیں ہے، کیا کیا جائے؟) اور یہ بھی کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کیا کر دیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہمراہیوں کو روک لیا اور حال یہ ہے نہ پانی قریب ہے نہ اپنے پاس ہے۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''لوگوں کی یہ باتیں سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور مجھے سرزنش کرنا شروع کر دی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر اپنا سرِ مبارک رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ نے میرے پہلو میں کچوکے لگائے۔ لیکن میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے اس خیال سے ذرا بھی حرکت نہ کی۔'' (بخاری شریف)

یہاں تک کہ صبح جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو دیکھا پانی موجود نہیں ہے۔ اسی دوران وحی کے آثار نمایاں ہوئے اور حکم نازل ہوا کہ پہلے تو نماز کے لیے صرف وضو ہی پاکی کا ذریعہ تھا لیکن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہو جانے کی وجہ سے قافلے کو بے آب و گیاہ وادی میں ٹھہرنا پڑا جہاں وضو کے لیے پانی نہ ملا تو اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے امت پر یہ احسان فرمایا کہ ایسی صورتوں میں وضو کرنے کی بجائے اگر تیمم کر لیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت جل شانہ' کا ارشاد ہے کہ:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ (سورۃ النسآء آیت ۴۳)

ترجمہ: ''اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو، تم میں کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں کو چھوا، اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔''

ابھی کچھ دیر قبل صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے لیے پانی نہ ملنے کی وجہ سے بے حد پریشانی کے عالم میں تھے۔ لیکن جب تیمم کا حکم نازل ہو گیا تو اُن کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل وفورِ مسرت سے جھوم جھوم اٹھے۔ اور وہ اپنی مقدس ماں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دعائیں دینے لگے۔

Marfat.com

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ چند لمحہ پہلے اپنی بیٹی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرزنش کر رہے تھے تیمم کا حکم نازل ہو جانے پر انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! مجھے تو علم نہ تھا کہ تم اتنی مبارک ہو۔'' یہ تمام ماجرا دیکھ کر صحابیِ رسول حضرت اسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ خوشی و مسرت کے عالم میں پھڑک اٹھے اور کہا کہ: ''اے ابوبکر کے گھر والو! تم ہمیشہ سے برکت والے ہو۔ یہ تمہاری پہلی برکت ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد جب قافلے کی روانگی کے لیے اونٹ کو کھڑا کیا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا ملا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب المناقب باب فضل عائشہ میں لکھتے ہیں کہ: ''حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ: ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اللہ کی قسم! آپ کے بارے میں جب بھی کوئی واقعہ پیش آیا اللہ نے اس سے نجات کا راستہ نکالا اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھی۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خواتین پر احسانات اسلام نے عورتوں کو بڑا بلند مقام دیا ہے۔ اسلامی طریقۂ زندگی ان کی عزت و عصمت کی حفاظت کا حقیقی ضامن ہے۔ بعض سرپرست لڑکی کی رضا کے بغیر زور زبرستی کر کے ان کا نکاح اپنے اختیار سے کہیں بھی کرا دیتے ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی ایسا ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ زمانۂ رسالت میں عورتوں کے لیے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مبارک عدالتِ عالیہ کا درجہ رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ لڑکی جس کے سرپرستوں نے زبردستی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا وہ اسی حجرے پر حاضر ہوئی۔ اس وقت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما نہیں تھے۔ اس لڑکی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ: ''میرے والد نے زبردستی میرا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے تاکہ میرے ساتھ نکاح کرنے سے ان کی (دنیاوی) حیثیت اور مرتبہ بڑھ جائے

Marfat.com

اور اس (لڑکے) کا رتبہ کم ہو سکے حال آں کہ مَیں اس نکاح سے ناخوش ہوں۔'' اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس لڑکی کو اپنے پاس بٹھالیا۔

جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بات پیش کی گئی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اپنا مختار آپ بنا دیا۔ یہ سن کر لڑکی نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے باپ نے جو کچھ کیا، مَیں اب اُس میں راضی ہوں، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ عورتوں کو اپنے حقوق معلوم ہو جائیں۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا: علوم وفنون کا پیکر اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے فیض یافتہ تھیں۔ وہ مختلف علوم وفنون کا حسین سنگم تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر علم قرآن وفرائض اور حلال وحرام، شعروتاریخ عرب، نسب اور فقہ وطب میں کوئی نہ دیکھا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور علم تفسیر اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم تفسیر میں بھی دَرک حاصل تھا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ: ''حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشادِ باریِ تعالیٰ: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸) ترجمہ: ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔'' کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ واللہ! کوئی گناہ نہیں اس آدمی پر جو ان دونوں کا طواف نہ کرے۔'' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! تم نے بہت بُری بات کہہ ڈالی اگر یہ آیت کریمہ اس طرح ہوتی جیسے تم بیان کررہے ہو تو صاف طریقے سے کہہ دیا جاتا کہ جو

Marfat.com

ان کا طواف نہ کرے اسے کوئی گناہ نہیں۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بتوں کے نام پر تلبیہ (لبیک) پڑھا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بتوں کے نام پر تلبیہ (لبیک) پڑھتا تو اس وادی کا طواف کرنے میں بڑا حرج سمجھتا تھا۔ جب انصار نے اسلام قبول کرلیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یارسول اللہ! ہمیں صفا ومروہ میں طواف کرتے ہوئے حرج محسوس ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صفا ومروہ میں طواف مسنون قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی کے لیے اسے چھوڑنا جائز نہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کو بتایا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ علم تو آج تک مجھے بھی نہ معلوم ہوسکا البتہ میں نے اہل علم حضرات کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کچھ لوگ پچھلے زمانہ میں ایسے تھے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا وہ بتوں کے نام پر تلبیہ (لبیک) پڑھتے تھے اور صفا ومروہ کے درمیان طواف کیا کرتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا اور صفا ومروہ کا ذکر ترک کیا تو ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! اگر ہم صفا ومروہ کا طواف کرتے ہیں تو کوئی حرج ہے؟ تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: "ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ" یعنی "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں۔" حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "میرا گمان ہے کہ یہ آیت کریمہ دونوں فریقین کے لیے نازل ہوئی ہے وہ لوگ جو زمانہ جاہلیت میں

Marfat.com

صفا و مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے اور وہ لوگ زمانہ جاہلیت میں تو طواف کرتے تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد صفا و مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور علم شعر وطب اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کے مریضوں کے علاج و معالجے کا کام بھی کیا کرتی تھیں۔ عرب کے اشعار یاد رکھنے میں بھی ان کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ وہ برجستہ اور برمحل شعرائے عرب کے اشعار سنا دیا کرتی تھیں۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تو اس کے متعلق ضرور کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیتی تھیں۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم طب میں تو گویا ملکہ حاصل تھا، آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے فقیہ ہونے پر تعجب نہیں ہے کیوں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اور آپ کے علم و شعر اور تاریخ عرب پر بھی مجھے تعجب نہیں کیوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی ہیں۔ وہ خود ایک بہت بڑے تاریخ داں تھے، لیکن مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپ کو طب سے کیوں کر واقفیت ہوئی؟ اور یہ علم آپ نے کہاں سے حاصل کر لیا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا اے عروہ! آخری عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض ہو گئے تھے اور لوگ دور دور سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے آتے تھے۔ لوگ علاج کے مختلف طریقے بتاتے میں ان کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کیا کرتی تھی۔ لہٰذا علم طب سے آگاہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر شریف کا صدقہ ہے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور علم فرائض حضرت

Marfat.com

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ: ''میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی قرآن کا عالم اور فرائضِ اسلام اور حلال وحرام کا جاننے والا اور عرب کے واقعات اور اہل عرب کے نسب سے واقفیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علمِ تفسیر، شعر وطب، فقہ وغیرہ علوم وفنون کی طرح علم فرائض میں بھی دسترس رکھتی تھیں۔

چنانچہ ابن عبدالبر نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کھا کر فرماتے کہ مَیں نے اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرائض کے بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی قابلیت کے بارے میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور ساری عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے بڑھ کر ہوگا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی نرم دل اور منکسر المزاج تھیں۔ آپ کی طبیعت میں سختی اور درشتی کا دور دور تک نشان نہ تھا۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یہ آپ کے نیک بیٹوں میں سے ایک ہیں اور آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چلو آنے دو۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اماں جان! آپ کے لیے خوش خبری ہے کہ آپ کے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے درمیان صرف روح

Marfat.com

نکلنے کا فاصلہ ہے۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں آپ سب سے زیادہ محبوب اور چہیتی تھیں اور آپ پاک چیزوں سے ہی محبت رکھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ ذات الجیش کے مقام پر آپ کا ہار گم ہو گیا تھا اور تمام لوگوں نے اس حال میں صبح کی تھی کہ ان کے پاس پانی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی: ''فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا'' (سورۃ المائدہ ۶) ترجمہ: ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔'' یہ حکم نازل ہونا بھی آپ ہی کی برکت سے تھا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے آسانی فرما دی۔ اے پیاری ماں! یہ آپ کا امت پر بڑا احسان ہے۔ اور مسطح (رضی اللہ عنہ) کا معاملہ بھی عجیب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے آپ کی براءت نازل فرما دی۔ اب کوئی مسجد ایسی نہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو تواضع اور انکساری کی پیکر ہماری اس مقدس ماں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو تاریخی کلمات فرمائے وہ آپ کی تواضع کا روشن ثبوت اور جھوٹی تعریفوں پر گھمنڈ کرنے والوں کے لیے تازیانۂ عبرت اور سبق ہے۔ فرمایا اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ: ''اے ابن عباس چھوڑو اس تذکرے کو اور میرے تزکیہ کو میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میں بالکل بھلا دی جاؤں کہ میرا تذکرہ بھی نہ ہو۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جذبۂ ایثار و قربانی ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایثار و قربانی اور صلۂ رحمی کے جذبات سے سرشار تھیں جس کا اندازہ ذیل کی روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مؤطا میں نقل فرماتے ہیں کہ: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''مقامِ غابہ'' میں موجود اپنے کھجور کے درختوں میں سے بیس وسق کھجوریں انھیں تحفہ کے طور پر دینے کے لیے

Marfat.com

مخصوص کر لیے تھے۔ لیکن جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا بیٹی! بخدا دنیا میں میرے لیے تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور نہ ہی میرے بعد تمہاری تنگ دستی سے بڑھ کر کسی اور کے لیے کوئی چیز تکلیف دہ ہے۔ مَیں نے تم کو دینے کے لیے بیس وسق کھجوریں مختص کر لی تھیں۔ گر تم نے وہ کھجوریں اتروالی ہیں اور ان کا ذخیرہ کر لیا ہے تو پھر وہ تمہاری ہی ہیں نہیں تو آج کے بعد یہ وراثت کا مال ہے اور اس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اس لیے میرے اس چھوڑے ہوئے مال کو میرے بعد قرآنی احکام کی روشنی میں تقسیم کر لینا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان! اگر مجھے اس سے بھی زیادہ مال آپ عطیہ دے دیتے تو مَیں پھر بھی میراث کی تقسیم کی خاطر اس مال سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن ابا جان! میری ایک بہن اسما ہوئی دوسری بہن کون ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری دوسری بہن وہ ہے جو میری بیوی حبیبہ بن خارجہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اراہا جاریۃ'' میرا خیال ہے کہ بچّی پیدا ہوگی۔ چناں چہ بعد میں ایسا ہی ہوا اور اُمّ کلثوم بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اس حمل سے پیدا ہوئیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تمام متروکہ مال کو کتاب اللہ کی روشنی میں تقسیم فرما دیا اور خود انھیں جو بطور تحفہ دیا گیا تھا اسے بھی اپنے بھائیوں بہنوں کے لیے چھوڑ کر ایثار و قربانی کی مثال قائم فرما دی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی انصاف پسندی اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ابتدائی تربیت تو ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمائی لیکن آپ کی خصوصی تربیت کائنات کے معلمِ اعظم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں آنے کے بعد ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا کی ذات خوبیوں اور کمالات کا ایک حسین مجموعہ بن گئی۔ عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ جو شخص خود دار ہوتا ہے اُس کے اندر انصاف پسندی کا مادہ کم ہی پایا جاتا ہے۔

لیکن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فیضانِ نبوت کی تربیت یافتہ تھیں وہ بلا کی خوددار تو تھیں ہی ساتھ میں وہ ایسی انصاف پسند تھیں کہ ان کا یہ وصف اسلامی تاریخ میں مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ مصر کے ایک صاحب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا کہ میدانِ جنگ میں تمہارے ملک کے موجودہ حاکم کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟ جواب میں اُس نے عرض کیا کہ اب تک ہم کو کوئی ایسی بات نہیں دکھائی دی جس پر اعتراض کیا جاسکے۔ اگر جنگ میں کسی کا اونٹ مر جاتا ہے تو وہ دوسرا اونٹ دے دیتے ہیں خرچ کی ضرورت پڑتی ہے تو خرچ بھی دیتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جو بھی بدسلوکی کی ہے اس پر مَیں یہ حق بات بتانے سے نہیں رک سکتی کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس گھر میں تشریف فرما کر یہ دعا فرمائی تھی کہ: ''اے اللہ! جو میری امت کا حاکم ہو، اگر وہ امت پر سختی کرے تو تُو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا، اور جو میری امت پر نرمی کرے تُو بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمانا۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی حق گو اور قرآن و حدیث کے واضح حکم کو بیان کرنے میں کسی کی رو رعایت نہیں فرماتی تھیں۔ حق کا برملا اور دوٹوک اظہار کیا کرتی تھیں۔

چنانچہ حضرت عمرو بن غالب تابعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ''مَیں حضرت عمار اور اشتر اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سلام عرض کیا: ''اے امی جان السلام علیک! سیّدہ

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ، یعنی ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو۔ یہاں تک کہ حضرت عمار نے دو یا تین مرتبہ اسی سلام کو دہرایا۔ پھر عرض کیا: اگرچہ یہ بات آپ کو بُری لگے مگر اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہا ہماری ماں ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا یہ اشتر ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم وہی اشتر ہو جس نے میرے بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اشتر نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے ہی اُن کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو تُو کبھی فلاح نہیں پا سکے گا۔

باقی عمار تم نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیثِ مبارک سن رکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ: کسی مسلمان کا خون کسی صورت میں حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے پہلی صورت کوئی شادی شدہ انسان زنا کا ارتکاب کرے، یا کوئی اسلام کے بعد ارتداد اختیار کر لے، یا کسی کو قتل کرنے کے بدلے میں قصاص کے طور پر اس کو قتل کر دیا جائے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زہد و فقر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید الزاہدین تھے۔ پیٹ بھرنے اور مزے دار چیزیں حاصل کرنے اور سامان جمع کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں، میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی قامت کا یہ عالم تھا کہ اس کی کمر کعبہ تک پہنچ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو عام بندوں کی طرح بندہ اور نبی بن کر رہیں اور اگر چاہیں تو نبی اور بادشاہ بن کر رہیں۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے کے طور پر دیکھا تو انھوں نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کرو۔ لہٰذا میں نے

Marfat.com

جواب دے دیا کہ میں نبی ہوتے ہوئے عام بندوں کی طرح ہو کر رہنا چاہتا ہوں۔''
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اور زہد اختیاری تھا اگر آپ چاہتے تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواضع پسند فرمائی اور یہی عادتِ کریمہ جملہ ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں بھی آئیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان فقر پر کئی روایتیں ملتی ہیں جن میں سے بعض پچھلے صفحات پر ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی'' عنوان کے تحت نقل کی جا چکی ہیں۔

ذیل میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بیان کی جاتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت ابن ایمن فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا آپ نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی خادمہ بھی وہاں موجود تھیں۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ذرا میری اس خادمہ کو دیکھو یہ اس چادر کو گھر میں اوڑھنے سے بھی انکار کرتی ہے۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس ایک ایسی ہی چادر تھی۔ جسے مدینۂ منورہ میں لوگ دلہن کو سجانے کے لیے مانگ کر لے جاتے اور رخصتی کے بعد واپس کر دیتے تھے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس سخی باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آغوشِ تربیت کی پروردہ تھیں جنہوں نے ایک غزوہ کے موقع پر اپنا پورا مال و اسباب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا تھا اور سخاوت و فیاضی اور محبت و ایثار کی وہ لافانی مثال قائم کی کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بڑی بہن سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بھی اس عظیم صفت سے متصف تھیں۔ یہ دونوں سخاوت و فیاضی میں بڑا مقام و مرتبہ رکھتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمار رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی عورت سخی نہیں دیکھی لیکن دونوں کی سخاوت میں ایک فرق تھا اور وہ یہ کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھوڑا تھوڑا جمع کرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ جب خاصی مقدار میں جمع ہو جاتا تو ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیتی تھیں اور سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ وہ کل کے لیے کچھ بھی نہیں رکھتی تھیں۔ سیّدہ اُمّ ذرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''مَیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ عبداللہ ابن زبیر نے ان کے پاس مال بھیجا جو تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار کی مالیت تھی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تھال منگوایا اور اس کو درہموں سے بھر کر اسی وقت تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جب شام ہوئی تو کچھ بھی نہ تھا۔ اُس دن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں۔ انھوں نے خادمہ سے فرمایا افطار لاؤ۔ تو آپ رضی اللہ عنہا کی خادمہ سوکھی روٹی اور زیتون کا تیل لے کر آئی۔'' سیّدہ اُمّ ذرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ''مَیں نے عرض کیا آج سارا دن آپ نے جو مال تقسیم کیا اگر اس میں تھوڑا رکھ لیتیں تو شام میں افطار کے لیے گوشت وغیرہ کا انتظام کر لیتیں تو اچھا ہوتا۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اب کہنے سے کیا ہوتا ہے اس وقت تم یاد دلاتیں تو مَیں اس کا خیال کر لیتی۔

ایک دن کا واقعہ ہے جسے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ: ''میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا مَیں نے وہی دے دی۔ اس نے کھجور کو لے کر دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود نہ کھایا۔ اس کے بعد وہ چلی گئی اور اس کے بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف لائے۔ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

جو شخص ان لڑکیوں کی پرورش میں ذرا بھی مبتلا کیا گیا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو یہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ کی آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز ستر ہزار کی مالیت ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دی اور اپنا حال یہ تھا کہ تقسیم کرتے وقت اپنے کرتے میں پیوند لگا رہی تھیں۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سچے موتیوں سے بھرا ہوا ایک طبق بہ طورِ ہدیہ روانہ فرمائے۔ جن کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ قبول فرما لیا لیکن اپنے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات میں اس کو تقسیم فرما دیا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت یوں نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو بھی مال آتا آپ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ (بخاری شریف)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خوفِ خدا اور تقویٰ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر بلند و بالا مقام و مرتبے پر فائز ہونے کیساتھ ساتھ زاہدہ اور متقیہ تھیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی اور آخرت کی ہمیشہ فکر کرنے والی مقدس خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دوزخ یاد آ گئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا مجھے دوزخ کا خیال آ گیا ہے اسی لیے رو رہی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ایک مرتبہ میرے رضاعی چچا میرے گھر تشریف لائے اور گھر میں آنے کی اجازت چاہی تو مَیں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مَیں نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گی جب

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آج میرے رضاعی چچا تشریف لائے تھے اور گھر میں آنے کی اجازت چاہی تو میں نے انکار کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے رضاعی چچا تم سے مل سکتے ہیں ان کا پردہ نہیں وہ محرم ہیں۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری مقدس ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردے کا کس قدر لحاظ فرمایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: ''یارسول اللہ! جب سے آپ نے منکر نکیر کی (ہیبت ناک آواز) کا اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی (اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی معلوم ہوتی ہے (جیسے آنکھوں میں سرمہ) اور قبر کا مومن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اس کے سر کو دبائے اور وہ اس سے آرام و راحت پائے۔ پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبایا جائے۔ (شرح الصدور اردو ترجمہ قبر کے حالات)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک دن میرے پاس ایک یہودی عورت گھر میں آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔ ذکر کرتے کرتے اس نے مجھ سے کہا 'اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' (اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ (اور یہ عمل امت کی تعلیم کے لیے تھا) (بخاری و مسلم شریف)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عبادتوں کا حال سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زیادہ تر روزے سے رہا کرتی تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزے رکھا کرتی تھیں۔'' نیز حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا طویل زمانے تک روزہ رکھتی تھیں گویا صائم الدہر ہوں آپ یومِ عید یا یومِ عید الاضحیٰ کو افطار فرماتی تھیں۔'' فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی بہت زیادہ کثرت کیا کرتی تھیں۔ چاشت کی نماز کا خاص اہتمام کرتی تھیں، اس وقت آپ رضی اللہ عنہا آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی اگر (قبر) سے اٹھ کر آجائیں تب بھی یہ نماز نہ چھوڑوں گی۔ (بل کہ ان کی خدمت کرتے ہوئے بھی مَیں یہ نماز پڑھوں گی) (مشکوٰۃ شریف)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میرا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ جب صبح کو گھر سے نکلتا تو سب سے پہلے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتا اور سلام کرتا (یہ ان کے بھائی کے بیٹے تھے) ایک مرتبہ مَیں جب ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نفل نماز پڑھ رہی ہیں اور بار بار اس آیتِ کریمہ پڑھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں ' فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ' (ترجمہ: اور اللہ نے ہم پر احسان کیا اور لُو کے عذاب سے بچالیا، (سورۂ طور آیت ۲۷) مَیں سلام پھیرنے کے انتظار میں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ میری طبیعت اکتا گئی اور مَیں ان کو اِسی حال میں چھوڑ کر اپنی ضرورت کے لیے بازار چلا گیا۔

پھر جب واپس آیا تو دیکھا وہ اب بھی اسی طرح نماز میں کھڑی ہیں اور رو رہی ہیں۔'' روایتوں میں آتا ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز بھی پابندی سے پڑھا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد بھی آپ کا یہ معمول جاری رہا۔ روزوں کی کثرت ان کا خاص شغل تھا۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو روزہ سے تھیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے سر پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے (جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے) فرمایا اس گرمی میں (نفل) روزہ کوئی ضروری نہیں ہے افطار کر لیجیے۔ یہ سن کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بھلا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سننے کے بعد کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ میں اپنا روزہ توڑ دوں گی؟'' (مسند احمد)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شریعت میں منع کی گئیں معمولی معمولی چیزوں سے بھی سختی کے ساتھ بچتی تھیں۔ راستے سے گذرتے وقت اگر گھنٹے کی آواز آ جاتی تو کنارے ٹھہر جاتیں تاکہ اس کی آواز کانوں میں نہ آسکے۔ نیکیوں کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے روکنا بھی ان کا خاص مشغلہ تھا، اور اس کے لیے ہر ممکن طاقت خرچ کر دینا ضروری سمجھتی تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی باغیرت اور حیادار خاتون تھیں۔ آپ پردے کا بڑا اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوتیں تو بغیر پردے کے جایا کرتی تھیں اور وہ یہی گمان فرماتی تھیں کہ اس میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد ہی تو ہیں ان سے کیا پردہ کرنا۔ لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حجرے میں مدفون ہو گئے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کبھی بھی بغیر پردے کے روضۂ مبارک میں قدم نہیں رکھا۔ خود فرماتی ہیں کہ: ''مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) سے حیا مانع تھی۔ (مسند احمد)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک عظیم فضیلت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض

Marfat.com

الموت جب شدت اختیار کر چکا تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ اتنے میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں تازہ مسواک تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس تھیں فرماتی ہیں کہ: ''مَیں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے مسواک اُن سے لی اور اسے اچھی طرح چبا کر نرم کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح مسواک فرمائی۔'' بعد میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں مجھے یہ شرَف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب کو جمع فرما دیا۔ (مسلم شریف)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دس امتیازی خصوصیات یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ہی ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سب ہی اپنی اپنی جگہ عظمت و بزرگی اور شان و شوکت کی حامل ہیں۔ ہاں! یہ اللہ جل شانہٗ کی قدرت اور شان ہے کہ وہ ایک دوسرے کو آپس میں درجوں بلند فرماتا ہے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی اُس نے اپنے فضل و کرم سے کئی فضیلتوں کا جامع فرما دیا۔

چنانچہ خود اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس صفات مرحمت ہوئیں جو پہلے کبھی کسی عورت کو نہ ملیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک ریشمی

Marfat.com

کپڑے میں میری تصویر لے کر آئے۔

(۲)نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی دوسری کنواری لڑکی سے نکاح نہ فرمایا۔

(۳)نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی ایسی خاتون سے نکاح نہ فرمایا جس کے والدین مہاجر ہوں۔

(۴)جبریل امین علیہ السلام نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''ان سے نکاح فرمالیجیے یہ آپ کی بیوی ہیں۔''

(۵)نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول بھی میرے بستر پر ہوا۔

(۶) آسمانوں سے میری براءت نازل ہوئی۔

(۷) نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں مَیں ہی سب سے زیادہ محبوب تھی۔

(۸) جب آپ کا وصال ہوا تو میری ہی باری کا دن تھا۔

(۹) نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سینے اور گلے کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

(۱۰)نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین بھی میرے ہی مکان میں ہوئی۔'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زندگی کے آخری ایام سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بسر فرمانا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑی انسیت فرماتے تھے۔

یہاں تک کہ روایتوں میں آتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام بھی زیادہ تر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہی بسر فرمائے۔ چنانچہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے ہر زوجۂ مطہرہ کی باری کے اعتبار سے ان کے یہاں آرام فرماتے اور پوچھتے رہتے کہ

Marfat.com

کل کہاں ہوں گا؟ (آپ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا اشتیاق تھا) چناں چہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو مطمئن ہو گئے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کے دنوں میں تھے تو بار بار پوچھتے تھے کہ کل کہاں ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن کب آئے گا جب ازواجِ مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رغبت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف دیکھی تو سب نے متفقہ طور پر عرض کیا کہ آپ جہاں رہنا پسند فرمائیں وہیں رہیں گے تو نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ وہیں رہے یہاں تک کہ آپ نے وصال فرمایا۔ (مسلم شریف)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل فرمائی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات کو بلا کر فرمایا کہ اب میں بیماری کی وجہ سے تم میں سے ہر ایک کے پاس نہیں جا سکتا اگر تم چاہو تو مجھے اجازت دے دو کہ میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر ہی میں رہوں اس پر تمام ازواج نے اجازت دے دی۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گزاریں اور دیگر ازواجِ مطہرات نے باہمی الفت ومحبت کی مثال قائم کرتے ہوئے اس بات کو خوشی خوشی قبول کر لیا کہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما رہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے وصال فرمانا اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب یوں تو گذشتہ صفحات میں تفصیل سے بیان کیے جا چکے ہیں لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں سرِ

Marfat.com

مبارک رکھے ہوئے انتقال فرمانا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں سے ایک نمایاں فضیلت ہے۔ یہی نہیں بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین بھی اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوئی چناں چہ آج تک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے حجرے میں آرام فرما ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن میری ہی باری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے ہی میں قیام فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک روح نے اس حال میں پرواز فرمایا کہ آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے تھے اور اس دن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے میرا لعاب بھی مل گیا۔ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وتندرستی اور شفایابی کے لیے دعا مانگ رہی تھیں کہ اچانک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ جو کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تھا کھینچ لیا اور فرمایا: ''اللھم الرفیق الاعلیٰ''

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبر کو اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیاوی یا اخروی زندگی قبول کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جوں ہی مَیں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے یہ جملے سنے مَیں چونک پڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دور ہونے کا ارادہ فرما لیا ہے اور آخرت کی زندگی کو قبول فرمالیا ہے۔'' اب تک تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سر کو اپنی گود میں سنبھالے ہوئے بیٹھی تھیں، فرماتی ہیں کہ: ''مجھے اچانک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدنِ مبارک کا بوجھ محسوس ہوا مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو وہ کھلی ہوئی تھیں۔ مَیں نے

Marfat.com

نہایت آہستہ سے سرِ مبارک کو تکیے پر رکھا اور رونا شروع کر دیا۔'' یہی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا بعد میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بنا اور آج دنیا بھر کے اہلِ عقیدت و محبت گنبدِ خضرا کے نیچے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آرام فرما اپنے پیارے آقائیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مزار کی زیارت کو اپنی قسمتوں کی معراج سمجھتے ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صحابہ و تابعین کی نظر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جب ہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی ایسی مشکل بات پیش آئی اور ہم نے اس کے متعلق عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا تو ہم نے اس (مسئلے) کے بارے میں انھیں ذی علم پایا۔'' حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصاحت والا کسی کو نہیں پایا۔'' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے بُرے انداز میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دفع ہو جا تجھ پر کتے بھونکیں کیا تو محبوبۂ حبیبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہے۔

تابعین کے پیشوا حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سب سے وسیع ہوتا۔'' ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: ''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری حصے میں ہوئی اس دوران مروان مدینے کا حاکم تھا۔

وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سڑسٹھ سال تھی۔ ۵۸ھ رمضان المبارک میں آپ بیمار ہوئیں چند روز علیل رہیں۔ بالآخر منگل کے روز ۱۷ رمضان

Marfat.com

المبارک ۵۸ھ کو نمازِ وتر کے بعد رات کے وقت میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں کے ساتھ جنت البقیع میں وفات کے فوراً بعد ہی دفن کیا جائے۔ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہا کو رات ہی کے وقت جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کو قبر مبارک میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اجمعین نے اتارا۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تدفین کی رات جنت البقیع میں جنازۂ مبارک میں اتنا زیادہ ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ عورتوں کا اتنا کثیر مجمع دیکھ کر عید کے دن کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا۔

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمر میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں، مگر علم و فضل، زہد و تقویٰ، سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی سے سبق حاصل کر کے ہمیں اپنی زندگی اچھی طرح گذارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ)

اس مبارک ماں پہ صدقہ کیوں نہ ہو سب اہلِ دین
جو ہو اُمّ المومنین بنتِ امیر المؤمنین
جن کا پہلو ہو نبی کی آخری آرامگاہ
جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

Marfat.com

آستاں ان کا فرشتوں کی زیارت گاہ ہے
کیونکہ اس میں جلوہ فرما ہیں امام المرسلین
آپ کے دولت کدہ میں دولتِ دارین ہے
اس زمیں پر پھر نہ کیوں قرباں ہو عرشِ بریں
کیا مبارک نام ہے کیسا پیارا ہے لقب
عائشہ محبوبہ محبوبِ ربّ العالمیں
آپ صدیقہ پدر صدیق اور شوہر نبی
میکہ و سسرال اعلیٰ آپ خود ہیں بہتریں
کیوں نہ ہو رتبہ تمہارا اہلِ ایماں میں بڑا
سب تو ہیں مومن مگر ہیں آپ اُمّ المومنین
دی گواہی آپ کی عفت کی سورۂ نور نے
مدح کرتا ہے تیری عصمت کی قرآنِ مبین
ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر
اور سلامِ خادمانہ بھی کریں روحُ الامیں
آپ کا علم و فقہ تحقیقِ قرآن و حدیث
دیکھ کر حیراں ہیں سارے صحابہ تابعین
ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرماوے خدا
نازنین حق نبی ہیں تم نبی کی نازنین
آیۂ تطہیر میں ہے ان کی پاکی کا بیاں
ہیں یہ بی بی طاہرہ شوہر امام الطاہرین
سالکؔ خستہ تمہارا گو ہے نالائق مگر!
ماں بُرے بیٹے کو اپنے سے جدا کرتی نہیں

(دیوانِ سالک)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے عمل اور کردار سے ثابت کیا کہ عورت اسلام کی عائد کردہ تمام حدود و قیود کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے علمی، مذہبی، اجتماعی، اصلاح وارشاد اور ملک وملت کی بھلائی کے کام انجام دے سکتی ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے انہی فرائض کو انجام دیتے ہوئے 67 سال کی عمر میں رمضان المبارک 57ھ کے ابتدائی دنوں میں بیمار ہوئیں اور 17 رمضان المبارک کو رحلت فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں رات کے وقت ہی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو صرف ازواج الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے صرف سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیات تھیں۔انہوں نے اس موقع پر فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جنت واجب ہے کیونکہ وہ رسول خد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں۔

بنت صدیق آرام جان و نبی
اس حریم برات پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
اس کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

کتاب کے اختتامی کلمات کا بیان

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔کہ وہ مسلمان عورتوں کو امہات المومنین اور صحابیات وَاہل بیت خواتین کے نقشے قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ کیونکہ ان مسلمان خواتین کی سیرت و کردار امت مسلمہ کی خواتین کیے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی ہر عورت کو عزت، شرم وحیاء کی دولت سے مالا مال کرے۔ آمین۔

Marfat.com

اُمہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جامع مدلل کتاب

سیرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مؤلفہ

آمنہ لیاقت رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com